REGD NO P 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۰ | ۷ تبوک ۱۳۴۰ ہش | ۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ | ۷ ستمبر ۱۹۶۱ء | نمبر ۳۶

اخبار احمدیہ

نخلہ یکم ستمبر وقت ۱۱ بجے دن) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ

کل دن بھر حضور کو ضعف کی شکایت رہی رات نیند آگئی آج بھی ضعف ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفاء کامل و عاجل اور کام کرنیوالی لمبی زندگی عطا کرے آمین یا ارحم الراحمین۔

قادیان ۵ ستمبر۔ حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان جو بکار سلسلہ شاہجہانپور گئے تھے یکم ستمبر کو صبح گیارہ بجے کی گاڑی واپس تشریف لے آئے۔ اسی طرح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب جو پاسپورٹ لیکر چند روز کے لئے پاکستان تشریف لے گئے تھے ۲ ستمبر کو ساڑھے چار بجے کی گاڑی سے اہل و عیال بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔

سری کرشن جی مہاراج

(از جناب سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر اڑیسہ)

اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ انسانوں کی جسمانی پرورش کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت کا بھی اس نے انتظام کر رکھا ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں اوتار، نبی، پیغمبروں کو بھیجا اور ان کے ذریعہ ان کے ماننے والوں صدیق شہید و صالحین کو پیدا کیا تا دنیا کی روحانی تربیت ہو سکے۔ یہ لوگ سورج چاند تاروں کی طرح روحانی آسمان پر چمکتے اور اپنے نور سے تاریک دلوں کو منور کرتے اور خدا کی راہ پر چلاتے رہے ہیں۔ اس طرح دنیا ان کی اتباع سے فلاح و بہبود حاصل کرتی چلی آئی ہے۔ اور انہی لوگوں کے فیض و برکت سے دنیا تہذیب و تمدن میں بھی ترقی کرتی آئی ہے۔

کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا ملک ہندوستان بھی خدا کے ایسے برگزیدہ اور رہنماؤں سے خالی رہا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس خوش قسمت سرزمین میں بھی بہت سے خدا کے برگزیدہ بندے پیدا ہوئے۔ چنانچہ سری رامچندر جی سے پہلے نرسنگھ بامن۔ کچھوا وغیرہ وغیرہ اوتاروں کا نام لیا جاتا ہے۔ ان کے بعد سری کرشن جی مہاراج۔ مہاتما بدھ اور اس زمانہ کے اوتار حضرت مرزا غلام احمد قادیانی اس مقدس زمرہ کے قابل احترام بزرگ ہیں۔ جو اس سرزمین میں پیدا ہوئے۔ پہلے زمانہ کے اوتار صرف ہندوستان کے لوگوں کی ہدایت کے لئے آئے تھے۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں دنیا میں آمد و رفت اور باہم میل ملاپ کے ذرائع اس قدر وسیع نہ ہوئے تھے۔ جو اس زمانہ میں ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہندوستان میں پیدا ہونے کے باوجود نہ صرف ہندوستان کی ہدایت کے لئے بلکہ ساری دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے کیونکہ اس وقت ساری دنیا بمنزلہ ایک ہی ملک بلکہ ایک ہی شہر کے ہو گئی ہے۔

خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں چند پیغمبروں کے نام بتا کر یہ بھی کہہ دیا ہے۔ اور بھی کئی ہیں جن کا نام ہم نے نہیں بتایا۔ منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص چونکہ حضرت کرشن علیہ السلام کو گزرے ساڑھے تین ہزار سال کا عرصہ گذر گیا ہے اور ان کی لائی ہوئی تعلیمات مرور زمانہ کے اثرات سے بگڑ کر کچھ سے کچھ ہو گئی ہیں۔ اس لئے آج دنیا کا کثیر حصہ ان کے بارے میں افراط و تفریط کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔ کوئی تو ان کی شان کو اتنا بڑھاتا ہے۔ اتنا بڑھاتا ہے کہ ان کو خدا ماننے لگ جاتا ہے اور کوئی اتنا گھٹاتا ہے اتنا گھٹاتا ہے کہ ان کے وجود سے ہی انکار کر دیتا ہے۔ مگر اسلام انہیں ان کا اصلی اور حقیقی منصب عطا کرتا ہے۔ یعنی حضرت کرشن علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے والے دیگر اوتاروں و نبیوں کی طرح ایک اوتار و نبی تھے۔ اور یہ وہ درجہ ہے جو روحانیت میں ایک انسان کے لئے تمام درجات سے بڑھ کر درجہ ہے۔

چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی ہر بات گویا وحی الٰہی ہوتی تھی آپ نے خدا سے اطلاع پا کر یہ خبر دی کہ کان فی الھند نبیًا اسود اللون اسمہ کاھنًا۔ یعنی ہندوستان میں ایک نبی گذرا ہے جو کالے رنگ کا تھا اور اسے لوگ کاہن (کانہو یا کنھیا) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اسی طرح اس زمانہ کے اوتار حضرت غلام احمد قادیانی نے سری کرشن جی مہاراج کی بہت تعریف کی ہے اور آپ کو نبی قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت سی باتوں کو بگاڑ دیا گیا ہے۔ وہ خدا کی محبت سے پُر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا میں کرشن جی سے محبت

"راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور با اقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا"

(بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

کرتا ہوں ......"

(لیکچر سیالکوٹ)

حضرت نبی کریم صلعم سے پہلے دنیا کے ہر حصے میں نبی آئے حتیٰ کہ بیک وقت دنیا کے مختلف گوشوں میں کئی انبیاء کا آنا ثابت ہے۔ بہت ممکن ہے جس زمانہ میں ہندوستان میں کوئی نبی آیا ہو اسی زمانہ میں مصر میں بھی کوئی نبی مبعوث ہوا ہو۔ فلسطین میں کوئی نبی آیا ہو۔ چین میں کوئی نبی آیا ہو ..... وغیرہ وغیرہ

آج کی صحبت میں دو عظیم الشان نبیوں کے حالات و واقعات جو تھوڑے بہت فرق کے ساتھ مماثلت رکھتے ہیں بیان کرنا چاہتا ہوں یعنی حضرت کرشن علیہ السلام کی مماثلت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سا تھ حضرت کرشن علیہ السلام کا زمانہ آج سے ساڑھے تین ہزار سال قبل کا معلوم ہوتا ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا زمانہ بھی تین ہزار سال کے اوپر ہی کا معلوم ہوتا ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے چھ سو سال بعد حضرت نبی کریم صلعم پیدا ہوئے۔ اور ان کے بعد چودہ سو سال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے اسی طرح تین ہزار سال سے اوپر تک یہ زمانہ جا پہنچتا ہے۔

دوسری مشابہت یہ ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو فرعون (باقی صفحہ ...پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۶۱ء

سری کرشن کا اُپدیش

حضرت کرشن علیہ السلام کو گذرے ۴ یا ۵ ہزار برس کا زمانہ بتایا جاتا ہے۔ ان سے وابستہ لوگوں کی یہ خوبی ہے کہ آج تک ان کے جنم دن کو یاد رکھا اور ہر سال اسے ایک مقدس تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔ چنانچہ مورخہ ۴ ستمبر کو بھارت کے طول و عرض میں جنم اشٹمی کا اتسو منایا گیا۔ اس قدر مدت گذر جانے کے باوجود اگر ایک بڑی تعداد میں لوگ آپ سے گہری عقیدتمندی کا اظہار کرتے ہیں تو لامحالہ آپ کا وجود بھی بڑے تقدس اور خاص روحانی رتبہ کا مالک ہوگا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اسلامی تعلیم کی روشنی میں اصولی طور پر جملہ ایسے مہا پرشوں کے متعلق ایک پیارا اصول پیش فرمایا ہے حضور فرماتے ہیں:-

"جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی ایک حصہ میں ان کی محبت اور عظمت جاگزیں ہو گئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گذر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل اُن کی سچائی کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑہا لوگوں میں نہ پھیلتی۔ خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا اور اگر کوئی کاذب اُن کی کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔ اسی بنا پر ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اُس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں۔"

(پیغام صلح)

اسی رسالہ میں حضور نے مخصوص طور پر حضرت کرشن کے ذکر میں فرمایا:-

"اس میں شک نہیں کہ سری کرشن اپنے وقت کا نبی اور اوتار تھا اور خدا اُس سے ہمکلام ہوتا تھا۔"

جہاں تک حضرت کرشن علیہ السلام کی تعلیمات اور مذہبی ہدایات کی تفصیل کا تعلق ہے۔ اُن پر سرورشانہ کا ارشاد بڑی ہے کورو کشیتر کے میدان میں راجہ کرشن کی فوجیں جب دشمنوں کے سامنے ہوئیں اور آپ نے ارجن کو تیر چلانے کا حکم دیا جس پر ارجن متامل ہوئے۔ اُس وقت جن الفاظ میں ارجن کو آپ نے خطاب کیا وہ بڑی ہی اہمیت کے حامل ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کی نقل بھی صحیح الفاظ میں محفوظ نہ رہی ہو تاہم اس کے ایک حصہ کا مفہوم تو اب بھی تر و تازہ دکھائی دیتا ہے اور ابدی صداقت کا حامل ہونے کے باعث راجہ کرشن کے عقیدتمندوں کو منصوصیت سے دعوت فکر دیتا ہے فرماتے ہیں:-

(ترجمہ) "اے ارجن جب کبھی دنیا میں دھرم کا لوپ (غائب) ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ ادھرم (پاپ) پھیل جاتا ہے تب میں دنیا میں دھرم قائم کرنے اور ادھرم کا ناش کرنے کے لئے جنم دھارن کرتا ہوں۔ نیک لوگوں کی حفاظت اور دُشٹوں کے ناش کے لئے اور دھرم کو قائم کرنے کے لئے میں یگ یگ میں جنم دھارن کرتا ہوں۔"

دھرم کیا ہے؟ مختصر اور سادہ لفظوں میں یوں سمجھو کہ انسانی زندگی کے صحیح ضابطہ اور قانون کا نام دھرم اور مذہب ہے اگر کوئی حقیقی ہستی ہے تو اُس تک پہنچنے کا صحیح راستہ بتلانا اور اسی رستہ کی صحیح صحیح نشاندہی کرنا اُس بلند و بالا ہستی کا کام ہے جس نے انسان کو وجود بخشا گویا انسان کا خالق و مالک چاہتا ہے کہ صحیح معنوں میں انسان بن جائے اور اپنے بھائی بندوں سے اُنس و محبت کی راہ پر چلتا رہے اور اس کی زندگی ان دونوں کے ساتھ تعلقات کی استواری کے ساتھ گذرے الٹ دوری اور بے تعلقی اُسے انسانیت کے بلند مقام سے نیچے گرا دیتی ہے۔

انسان پیدائشی طور پر بڑی سے بڑی اور اہم سے اہم بات کو بھی ایک وقت تک یاد رکھ سکتا ہے۔ اور وقت گذر جانے کے ساتھ بڑی مفید اور ضروری بات بھی اس کے ذہن سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ اس لئے ضرورت پڑتی ہے کہ وقتاً بعد وقتٍ اُسے اس کے ضابطہ حیات کے بارہ میں یاد دہانی کرائی جاتی رہے۔ اور یہی وہ صداقت ہے جسے سری کرشن جی مہاراج کے مونہہ سے اُپدیش میں بیان کیا گیا ہے۔

اس وقت ہم اپنے زمانہ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ایک نہ ختم ہونے والی لمبی فہرست دنیا کے بگاڑ اور ہولناک بدکرداریوں کی ہمارے سامنے آجاتی ہے اور آج کا انسان طرح طرح کے گناہوں اور معاصی کی دلدل میں اس بُری طرح پھنسا ہوا ہے کہ اس سے نکل جانے کی نہ تو اس میں سکت ہے اور نہ خواہش کیونکہ وہ گناہوں کا میل کچیل کا ایسا عادی بن چکا ہے کہ صاف ستھرا اور گندا ماحول بھی اُسے بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے تئیں سخت متعفن معاشرے سے الگ ہونے کے لئے تیار نہیں پاتا۔

عصر حاضر کو ہندو مذہب کی مقدس کتابوں میں کلجگ سے یاد کیا گیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ مقدسوں کی زبان سے جس طور پر کلجگ کو گناہوں اور معاصی کی انتہا کا زمانہ بتایا گیا ہے۔ اُس کا نقشہ عین بعین اس وقت مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت ہمیں ان تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ بطور نمونہ ہم نے اسی پرچہ میں ہندو اخبارات ہی سے چند حوالے نقل کر دیئے ہیں۔ جن میں ایک طرف تو مقدس کتابوں کے حوالہ سے کلجگ میں ہونے والی پیش خبریوں کا کسی قدر ذکر ہے۔ تو دوسری طرف انہیں اخبارات میں موجودہ دنیا کی روحانی اور اخلاقی گراوٹ کا حال اور اُس پر تشویش کا اظہار ہے۔

مذہب میں یقین رکھنے والے انسان کا ایمان کس قدر بڑھ جاتا ہے۔ جب وہ ایسی باتوں کی صداقت کا ثبوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اس واضح ثبوت کی موجودگی میں ہو سکتا ہے کہ ایک بے دین اور منکر خدا کی ہستی کا منکر ہو کر مذہب کو بے مقصد سی چیز ظاہر کرے۔ لیکن کسی مذہبی آدمی کا ایمان اور یقین کیونکر متزلزل ہو سکتا ہے۔ غور کیجئے ہزاروں ہزار سال قبل خاص تفصیل کے ساتھ اس زمانہ کے بگاڑ کی خبریں دی گئیں اور مطلبے زمانے بیت چکے جب وقت آیا تو یہ سب باتیں حرف بحرف پوری ہو گئیں۔ تو ہمیں یہ بات سمجھ کو قبول کرنا پڑا جس نے ایسی باتیں قبل از وقت بتلائیں ضرور بالضرور وہ کوئی بالا ہستی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کھل گیا کہ ان برگزیدہ ہستیوں کا بتایا ہوا راستہ اور اُن کا بیان کردہ ضابطۂ حیات ہی درحقیقت نوع انسان کی مخفی خوبیوں کو اُجاگر کرنے کا باعث ہے ورنہ اگر انسان کو مطلق العنان چھوڑ دیا جائے۔ تو لامحالہ اُس نے وہی راہ اختیار کرنی ہے جس پر آج وہ سرپٹ دوڑ رہا ہے!!

الغرض جب صورتِ حال یہ ہے کہ ان مقدس کتابوں میں بیان شدہ باتوں کا ایک حصہ نہایت صفائی سے پورا ہو رہا ہے۔ تو کیا دوسرے حصہ پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا جانا چاہیئے!!!

بات بالکل صاف ہے گناہوں کی وبا ساری دنیا میں تباہی مچا رہی ہے۔ اخلاقی قدریں جو انسان کے لئے بہترین زیور ہیں دنیا سے مٹتی جا رہی ہیں۔ فواحش کی کثرت کے باعث انسانیت جان بلب ہے۔ اس خستہ حالی کے وقت اگر اس کا کچھ سہارا ہے تو بس یہی کہ سری کرشن کی زبان سے دیئے گئے خدائی وعدہ کے مطابق اس زمانہ میں بھی کسی مہاپُرش کے ذریعہ انسانیت کو اُجاگر کیا جائے اور اُس کے مقدس ہاتھ سے مٹے ہوئے روحانی اور اخلاقی قدروں کو صحیح بنیادوں پر اُجاگر کیا جائے!! خدا تعالےٰ کی قدرتوں کے کرشمے تازہ معجزات و نشانات کے ساتھ ظاہر ہوں جن کو دیکھ کر انسان کو خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایسا تازہ ایمان نصیب ہو جس سے اُس کی زندگی کی کایا پلٹ جائے!

یہی نہیں کہ ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں عصر حاضر میں کسی روحانی مصلح اور ریفارمر کی آمد کی خوشخبری دی گئی ہے۔ بلکہ تحقیق بتاتی ہے کہ دنیا کے جملہ دیگر مذاہب میں بھی ٹھیک اسی زمانہ میں ایسے ہی ریفارمر کی خبر دی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ آج سائنس کی محیر العقول ترقی کے نتیجہ میں ساری دنیا سمٹ کر گویا ایک شہر یا ایک محلہ کی طرح ہو گئی ہے۔ اس بنا پر یہ بات خاص وزن دار ہے کہ مذہبی نقطۂ نگاہ سے اس زمانہ کی روحانی اصلاح کا کام بھی ایک ہی وجود سے سرانجام پائے جو اس زمانہ میں سب کے لئے یکساں طور پر روحانیت کا مرکزی وجود ہو اور ہر مذہب کے پیرو کو اس مصلح کے آئینہ میں اپنے ہی موعود کا چہرہ نظر آئے!! تب دنیا عالمگیر اتحاد اور یگانگت کا بہترین نمونہ دیکھے!!

زمانہ کی ترتیب کے لحاظ سے اسلام سب مذاہب کے بعد آیا۔ اسلام سے قبل جس قدر مذاہب آئے وہ خاص خاص قوموں اور خاص وقت تک کے لئے تھے جنہوں نے اپنے اپنے دائرہ میں نوع انسان کی اصلاح و تربیت کے لئے عمدہ کام کیا۔ لیکن بعد ازاں دور دراز کے ممالک کے رہنے والوں کے باہم میل ملاپ کے سامان نکلنے شروع ہوئے اور جلد ہی بعد دنیا کو باہم ملتے دیکھ بھی لیا گیا۔

جب دنیا اس قدر ترقی کر گئی کہ ایک حصہ دنیا کے رہنے والے دوسرے حصہ میں بآسانی پہنچنے لگے اور ایک دوسرے سے میل ملاپ کے ذرائع پیدا ہو گئے تو خدا تعالےٰ نے ایسا مذہب بھیجا جس کی دعوت ساری دنیا کیلئے تھی اور اسکے مقدس بانی نے

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا

کے الفاظ سے خطاب فرمایا اور اسلام کی مقدس کتاب نے "فیھا کتب قیمۃ" کا دعویٰ کیا کہ اس میں تمام ابدی صداقتوں اور کتب سابقہ میں بیان کردہ اُن سب باتوں کو جو قائم رکھے جانے کے قابل تھیں جمع کر دیا گیا ہے بالفاظ دیگر ایک مسلمان جہاں دنیا کے تمام مذہبی پیشواؤں کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا اور ان میں بزرگ خیال کرتا ہے وہاں جملہ دیگر مذاہب کی اصولی صداقتوں کا بھی قائل ہے کسی مذہب کی صداقت کا انکار اُس کے بانی کے مذہب کے خلاف ہے گویا اسلام کیلئے ... جملہ دیگر مذاہب کا تحفظ اور اُن کا دلی احترام!!

اور چونکہ مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ وہ زندہ خدا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جو ہر زمانہ ...

خطبہ جمعہ

دُنیا میں وہی قومیں ترقی کیا کرتی ہیں جو باتوں سے زیادہ کام کی طرف توجہ دیتی ہیں!

دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے خود عمل کر کے دکھلاؤ

جو قومیں کام کم کرتی ہیں اور باتیں زیادہ کرتی ہیں دُنیا ان کی باتوں کو کوئی وقعت دینے کیلئے تیار نہیں

از سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳ر نومبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:
آج میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ

خالی باتیں دنیا

میں کبھی کوئی نتیجہ پیدا نہیں کیا کرتیں۔ جب قوموں میں تنزل کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں تو ان میں باتیں زیادہ ہو جاتی ہیں اور کام کم ہو جاتا ہے۔ دنیا میں وہی قومیں ترقی کرتی ہیں۔ اور وہی قومیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ کے نیچے ہوں گی۔ جن میں باتوں سے زیادہ کام کا خیال اور احساس ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ

اے مومنو جو کام تم نے کیا نہیں۔ اس کے متعلق تم باتیں کیوں کرتے ہو۔ منہ سے بہادر بننے سے کوئی انسان بہادر نہیں بن جاتا۔ منہ سے اپنے آپ کو سخی کہنے سے کوئی آدمی سخی نہیں بن جاتا۔ منہ سے انصاف کا دعوےٰ کرنے والا منصف نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ تم دیکھو گے کہ اکثر رشوت لینے والے مجلسوں میں رشوت کے خلاف تقریریں کرتے ہیں۔ وہ جب بھی تقریریں کریں گے یہی کہیں گے کہ رشوت بہت بری چیز ہے۔ ہماری قوم میں رشوت بہت پھیل گئی ہے حالانکہ وہ خود رشوت لیتے ہیں۔ تم اکثر بددیانتوں کو دیکھو گے کہ وہ شور مچاتے ہیں کہ سارا دنیا بددیانت ہے۔ حالانکہ وہ خود بددیانت ہوتے ہیں۔

مجھے یاد ہے

قادیان میں ایک جلسہ کے موقعہ پر میں نے ایک تقریر کی۔ اور اس میں میں نے اسابات کا ذکر کیا کہ جماعت کی اقتصادی حالت کی درستی کے لئے تجارت سے کام لینا نہایت ضروری ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تجارت کے لئے روپیہ کہاں سے لائیں۔ میں نے کہا میرا پہلے خیال تھا کہ ہماری جماعت کے پاس روپیہ نہیں۔ لیکن اب بہت سے لوگ مجھ سے مشورہ پوچھتے ہیں کہ فارغ روپیہ کو کس کام پر لگائیں۔ اس سے مجھے پتہ لگتا ہے کہ جماعت کے پاس روپیہ ہے لیکن ایسے آدمی نہیں ملتے۔ جو اس روپیہ سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور مالک کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ اگر ایسے دیانتدار لوگ مل جائیں جو خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور مالکوں کو بھی فائدہ پہنچائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ روپیہ مہیا کر سکتا ہوں۔ لیکن پہلے میری تسلی ہونی چاہیئے۔ کہ وہ دیانتدار ہیں۔ روپیہ خود تو نہیں کھا جائیں گے۔ یا تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے روپیہ ضائع تو نہیں ہوگا۔ اگر میری تسلی ہو جائے تو جماعت کے پاس روپیہ موجود ہے۔ دوسرے دن مجھے تین آدمیوں کی چٹھیاں ملیں۔ کہ آپ کو مبارک ہو آپ کی بیان کردہ خوبیاں ہم میں موجود ہیں۔ ہم دیانتدار بھی ہیں تجارت کا فن بھی ہمیں آتا ہے۔ اور ہم روپیہ والوں کو فائدہ بھی پہنچائیں گے۔ مجھے یہ سنکر حیرت ہوئی کہ ان تینوں کا نام اول درجہ کے بددیانتوں میں تھا اور میں نہیں اپنا بھی کوئی پیسہ دینے کے لئے تیار نہیں تھا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جماعت میں ایماندار اور تجربہ کار لوگ بھی تھے۔ لیکن میری [illegible] کے جواب میں صرف تین آدمیوں نے لکھا کہ ہم ایماندار اور تجربہ کار ہیں روپیہ ہمیں دیں۔ حالانکہ وہ تینوں کے تینوں وہ تھے جن کے متعلق ہمارا علم اور تجربہ یہ تھا کہ وہ سب کے سب اول درجہ کے بددیانت اور بے ایمان ہیں۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ

تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو تم نے کی نہیں

جب قوموں میں اس قسم کے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو ایسی باتیں کرتے ہیں جن میں حقیقت نہیں ہوتی۔ تو ان کا اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ درحقیقت زبان ہی ہے جس سے کسی انسان کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی مجلس میں کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں ڈاکٹر ہوں یا وکیل ہوں یا کارخانہ دار ہوں تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ وہ ڈاکٹر وکیل یا کارخانہ دار ہے۔ اگر وہ ہمیں خود نہ بتائے تو ہمیں اس کے ڈاکٹر وکیل اور کارخانہ دار ہونے کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ پس پہلا علم زبان سے ہوتا ہے۔ ایک آدمی چاہتا ہے کہ میرے پاس جو روپیہ ہے اسے میں کسی تجارت پر لگاؤں اور پاس ہی دوسرا آدمی شور مچا رہا ہوتا ہے کہ فلاں آدمی بے ایمان ہے اس نے فلاں کا مال لوٹ لیا۔ فلاں سے بددیانتی کی۔ لیکن میں نے فلاں کو فائدہ پہنچایا۔ فلاں کو فائدہ پہنچایا تو اس سے وہ روپیہ والا دھوکا میں آجائے گا اور اسے روپیہ دے گا۔ لیکن اس کے بعد اس کا روپیہ ضائع ہو جاتا ہے۔ تو وہ چیختا ہے۔ حالانکہ اسے روپیہ دینے کے لئے کسی اور نے نہیں کہا تھا۔ بلکہ وہ اپنی بے وقوفی اور سادگی کی وجہ سے خود وہاں لگ گیا۔ دوسرے نے اپنا سرٹیفکیٹ آپ دیا اور وہ مان گیا۔ حالانکہ ہر بات کو سوچ سمجھ کر تسلیم کرنا چاہیئے اور لوگ ہر نبیوں کے متعلق بھی خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ ہم نے ان کی

صداقت کے اظہار کے لئے تمہارے پاس نشانات

بھیجے ہیں۔ تاکہ تمہیں پتہ لگ جائے کہ یہ رسول جو ہماری طرف سے آنے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ فی الواقعہ سچا اور راستباز ہے۔ گویا ایسے اخلاق اور نمونہ والے لوگ جو نبوت سے پہلے ہی برگزیدہ سمجھے جاتے ہیں ان کے متعلق بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو بے دلیل نہ مان لو۔ وہ بھی اگر میری طرف سے آنے کا دعوےٰ کریں۔ تو ان کی صداقت کے دلائل طلب کرو۔ گویا نبوت پر فائز ہونے والا اور دنیا میں اعلیٰ زندگی بسر کرنے والا بھی اگر کہتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں تو خدا تعالیٰ کہتا ہے تم نے اسے یونہی نہیں مان لینا۔ اس سے اس کی صداقت کی دلیل پوچھنی ہے۔ اگر وہ اپنی صداقت کی دلیل دے تو اسے مانو پھر خدا تعالیٰ خود دلیلیں بیان کرتا ہے۔ کہتا ہے اس کی صداقت کی فلاں دلیل ہے۔ فلاں دلیل ہے اور اس طرح انسان کو فیصلہ کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔ مثلاً قرآن کریم کہتا ہے کہ ہر نبی جو گذرا ہے۔ لوگوں نے اسے مجنون کہا ہے۔ اب یہ

نبیوں کی صداقت

کی ایک دلیل ہے کہ ان کی باتیں دنیا والوں کو غیر معقول نظر آتی ہیں۔ اسی لئے وہ انہیں مجنون کہتے ہیں۔ لیکن آئندہ زمانہ میں یہی اس کی صداقت کی دلیل بن جاتی ہے۔ کیونکہ مجنون کی بات دنیا میں پھیل نہیں سکتی۔ مجنون کی بات پر دنیا عمل نہیں کر سکتی۔ کیا تم نے کوئی پاگل سنا ہے کہ اس نے ایک بات کہی ہو اور سو سال کے بعد لوگ اسے درست سمجھنے لگ گئے ہوں۔ پاگل کی بات تو ہوا میں اڑ جاتی ہے۔ پس جب ایک شخص کو ہم پاگل کہتے ہیں تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ دنیا کی منشاء کے خلاف بات کرتا ہے

اگر ہمارے پاس کوئی شخص آتا ہے اور وہ اس قسم کی پاگلانہ باتیں کرتا ہے تو ہم کہتے ہیں یہ شخص ہمارے پاس آئے اور کہے میں بادشاہ ہوں۔ اور سارے لوگ جانتے ہوں کہ وہ حقیقت میں بادشاہ نہیں تو لوگ اسے پاگل کہتے ہیں یا مثلاً

ایک شخص ہمارے پاس آتا ہے

اور وہ کہتا ہے میں ایم۔ اے پاس ہوں حالانکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ وہ پرائمری پاس بھی نہیں تو لوگ کہتے ہیں یہ پاگل ہے۔ کیونکہ اس کی باتیں اس وقت کے معروف لوگوں کی رائے اور ان کے علم کے خلاف ہوتی ہیں۔ جب قرآن کریم نے کہا کہ نبیوں کو ہمیشہ پاگل کہا جاتا ہے۔ تو اس کا یہی مطلب تھا کہ لوگ انہیں اس لئے پاگل کہتے ہیں کہ ان کی باتیں ان کی رائے کے خلاف ہوتی ہیں۔ لیکن جب ان کی تعلیم پھیل جاتی ہے۔ اور وہ جیت جاتے ہیں تو وہی معترض جو پہلے انہیں پاگل قرار دیا کرتا تھا کہتا ہے کہ یہ باتیں تو پہلے ہی تھیں یہ تو ساری عقلی باتیں ہیں۔ گویا جب وہ دلائل دیں تو لوگ انہیں پاگل کہتے ہیں۔ اور جب وہ جیت جائیں تو کہتے ہیں کہ یہ باتیں تو ہوتی ہی تھیں

یہ ایک دلیل ہے

جو کسی نبی کی صداقت کے معلوم کرنے کے متعلق قرآن کریم نے دی ہے۔ اور ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن بعض لوگ اس دلیل کا بھی غلط استعمال کرتے ہیں۔ قادیان میں ایک شخص تھا جس نے اپنے جنون میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ میں نبی ہوں۔ جماعت کے ایک دوست میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا میں اسے سمجھاؤں۔ یہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی بات ہے۔ میں نے کہا وہ تو پاگل ہے۔ لیکن اگر تمہیں شوق ہے تو جاؤ۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گئے جب واپس آئے تو وہ بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ کہنے لگے۔ اس نے اپنی باتوں سے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ میں نے اسے کہا تھا کہ تم پاگل ہو۔ اس پر وہ کہنے لگا دیکھو یہی قرآن کریم کہتا ہے کہ نبیوں کو لوگ پاگل کہا کرتے ہیں۔ پس یہ بات تو میری سچائی کی علامت ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تمہیں کس نے کہا تھا کہ وہاں جاؤ۔ اگر تمہارا علم اتنا کوتاہ ہے تو تم وہاں گئے ہی کیوں تھے۔ پھر میں نے کہا قرآن کریم نے یہ کہا ہے کہ ہر نبی کو لوگ پاگل کہتے ہیں مگر یہ نہیں کہا کہ ہر پاگل کو نبی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا پہلے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر نبی کو لوگ پاگل کہتے ہیں۔ لیکن اسے تو ہم نے رسیاں پہلے باندھی تھیں اور نبوت کا اس نے بعد میں دعویٰ کیا ہے۔ ڈاکٹروں نے اس کے متعلق کہا یہ پاگل ہے اور

لوگوں نے یہ خطرہ محسوس کیا

کہ یہ کہیں لوگوں کو نقصان نہ پہنچائے۔ چنانچہ ہم نے اسے رسیاں باندھ دیں۔ اگر یہ شخص پہلے نبوت کا دعویٰ کرتا اور پھر لوگ اسے پاگل کہتے تو اس کا دعویٰ سچا ہوتا۔ لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ پہلے لوگوں نے اسے پاگل کہنا شروع کیا۔ اس نے کہا میری جیب اُڑ گئی ہے۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اُسے برومائڈ وغیرہ دیا اور علاج کیا۔ پھر اس نے جنون کی حالت میں ہی کہنا شروع کر دیا میں نبی ہوں۔ پس یہاں گھوڑا آگے نہیں گاڑی آگے ہے اور گھوڑا پیچھے ہے۔ پس دعوے تو ہر شخص کرتا ہے لیکن ہر بات دلیل کے ساتھ ثابت کی جانی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے لئے بھی دلائل رکھے ہیں۔ لیکن لوگ ان کے سمجھنے میں پھر بھی غلطی کر جاتے ہیں۔ جیسے اس شخص نے کہا کہ لوگ مجھے پاگل کہتے ہیں اس لئے میں سچا ہوں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ ہر پاگل کو نبی کہا جاتا ہے۔ بلکہ اس نے یہ کہا ہے کہ ہر نبی کو پاگل کہا جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے انبیاء کی صداقت کے بھی دلائل دیئے ہیں۔ اور ان کے ماننے کو ان دلائل سے وابستہ کیا ہے۔ پھر دنیوی معاملات میں تم کسی کی بات کو بے دلیل کیوں مانتے ہو۔ بسا اوقات

انسان کا قول اور فعل

ایک نہیں ہوتا۔ اور جو شخص ایسا ہوتا ہے اس کو دنیا میں کوئی پوزیشن اور درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی اسے عزت نہیں ملتی اور جب کسی دوسرے کا بے دلیل دعویٰ کرنا اُسے قابلِ عزت نہیں بنا دیتا۔ تو اگر یہی بات تم میں ہو تو تمہاری عزت کس طرح ہو سکتی ہے۔ اگر یہ چیز غیر میں بُری ہے تو تم میں بھی بُری ہے۔ اگر چوری کرنا زید کے لئے بُرا ہے تو تمہارے لئے بھی بُرا ہے۔ اگر جھوٹ بولنا زید کے لئے بُرا ہے تو تمہارے لئے بھی بُرا ہے۔ پس تم اپنی زندگی میں غور کرو کہ کیا تمہارے اعمال اور اقوال یکساں ہیں اگر تم خود عمل نہیں کرتے۔ تو

تمہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کہتا ہے لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ اگر تم کہتے ہو کہ احمدیت کی یہ یہ تعلیم ہے اور تم اس پر عمل کرتے ہو اور پھر دوسروں سے کہتے ہو۔

اس پر عمل کرو

تو تم کہہ سکتے ہو ہم سچ کی تعلیم دیتے ہیں تم ہماری زندگی دیکھو اور پھر ہمارے ہمسایوں اور ہمارے ساتھ کام کرنے والوں سے دریافت کر لو کیا ہم سچ بولتے ہیں یا نہیں جب ہم خود سچ بولتے ہیں تو ہمارا حق ہے کہ دوسروں سے کہیں کہ تم بھی سچ بولو۔ اسی طرح دیانت ہے۔ تم پہلے خود اپنے اندر دیانت پیدا کرو اور پھر لوگوں سے دیانت پیدا کرنے کے لئے کہو۔ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ تم جھوٹ نہ بولو بلکہ یہ کہا ہے کہ کام سے پہلے نہ بولو۔ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا کہ تم نصیحت کرو۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ تم خود وہ کام اور پھر دوسروں سے کرنے کے لئے کہو تم پہلے سچ بولو۔ پھر دوسروں کو سچ بولنے کے لئے کہو۔ تم

پہلے خود دیانت اختیار کرو

پھر دوسروں کو دیانت دار بننے کی تحریک کرو۔ پہلے خود انصاف کرو پھر دوسرے سے انصاف کرنے کے لئے کہو۔ خود عمل کرنے سے پہلے کسی کو کسی امر کی نصیحت کرنا بیکار ہے۔ اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اُلٹا نقصان ہوتا ہے۔ قوموں کے اعضاء ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور ان میں عمل کی قوت مفقود ہو جاتی ہے۔ کیونکہ کوئی شخص نصیحت کرنے والے سے تعاون نہیں کرتا اور اس کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ (الفضل ۶/۸ ۲۰)

چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی جلسہ سے قبل ضروری ہے

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ احمدیت کے قیام کی اغراض کو پورا کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اس مقدس اجتماع کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہی یہ چندہ جاری ہے۔ جس کی شرح ہر احمدی دوست کی سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ یا ایک ماہ کی اوسط آمد کا ۱/۱۰ حصہ بطور لازمی چندہ کے مقرر ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس چندہ کی ادائیگی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:۔

چندہ جلسہ سالانہ شروع سال میں ہی ادا کرنا چاہیئے تاکہ جلسہ سالانہ کے لئے اجناس و دیگر سامان بر وقت خرید لیا جا سکے۔

اگر احباب جماعت حضور کے مندرجہ بالا ارشاد کو مدنظر رکھتے ہوئے مالی سال کے ابتداء میں چندہ جلسہ سالانہ ادا کر دیں تو جلسہ کی ضروریات کی اشیاء بر وقت اکٹھی اور سستی اور خریدی جا سکتی ہیں۔ اور اخراجات میں کفایت اور انتظام میں سہولت پیدا ہو سکتی ہے۔

جلسہ سالانہ کے انعقاد میں اب قریباً ساڑھے تین ماہ باقی ہیں۔ لیکن اکثر جماعتوں کی طرف سے اس مد چندوں کی آمد کی رفتار تا حال بہت سست اور غیر تسلی بخش ہوئی ہے۔ اور گذشتہ سالوں کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جو احباب سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ابتدائی مہینوں میں چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جلسہ سالانہ سے قبل اس کی ادائیگی طرف توجہ نہیں دیتے ان کے ذمہ مالی سال کے آخر تک چندہ بقایا رہتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ جملہ احباب جماعت اور عہدہ داران چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں۔ تاکہ جلسہ سے قبل ہر جماعت کی سو فی صدی وصولی ممکن ہو سکے۔

مبلغین صاحبان کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں اس چندہ کی بر وقت ادائیگی پر زور دیں اور کوشش فرما دیں کہ جماعت کے ہر فرد سے چندہ کی وصولی جلد سے جلد ہو کر رقم جلسہ سے قبل مرکز میں پہونچ جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام احباب کو فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ اور ہم سب کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔ ناظر بیت المال قادیان

شکریہ احباب۔ خاکسار اپنے وطن مالا باری عرصہ تین ماہ تک بیمار رہا۔ علالت کی اس طویل طویل مدت میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بزرگان سلسلہ و مخلص دوستوں کی دعائیں شامل حال رہیں بفضلہ تعالیٰ اب اچھا ہوں۔ دریافتِ حال کیلئے کرم فرماؤں کی طرف سے آمدہ خطوط کا فرداً فرداً جواب دینا مجھ کمال تعذاب ہونے کے توسط سے خاکسار تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہے اور سب کا مساعی سب کیلئے دعائے خیر کرتا ہے۔ خاکسار شفیع احمد (مالا باری) جنرل سیکریٹری جماعت احمدیہ کلکتہ

مختلف مقامات میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جلسے

بمبئی

کل بے پناہ عقیدت و محبت کے ہجوم میں ہم لوگوں نے یوم سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا۔ یوں تو ایسے دن ہمیشہ ہی منائے جاتے ہیں مگر یہ جلسہ جیسی خوشگوار فضا، امید پرور حالات اور حوصلہ افزا ماحول میں منایا گیا اسکے تصور ہی سے دل کی کلی کھل اٹھتی ہے۔

تلاوت اس جلسہ میں تلاوت ایک ایسے شخص نے کی جو مدرسہ سبحانیہ الہ آباد کے سند یافتہ قاری ہیں۔ اور چند ہی ماہ پہلے حلقۂ بیعت میں داخل ہوئے ہیں۔ یوں تو قرآنی آیات کا مرد مومن کے دل پہ اثر ہوتا ہی ہے۔ لیکن اگر یہ قرأت کے ساتھ ہو تو اس کی جاذبیت بڑھ جاتی ہے۔ کل ہمیں اس جلسہ میں یہی سماں دیکھنے میں آیا۔

نظم اس کے بعد نظم ایک ایسے شخص نے پڑھی جو پہلے میوزک ڈائرکٹر تھے۔ انہیں بھی اللہ نے چند ماہ پہلے ہی بیعت کی توفیق دی ہے۔

انہوں نے جب درثمین فارسی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ نظم شروع کی

" دردلم جوشد ثنائے سرورے "

تو میں کہہ نہیں سکتا کہ اس وقت سامعین کی محویت کا کیا عالم تھا۔ یہ نظم بالکل سادی طرز پہ پڑھی گئی۔ مگر ایک ماہر موسیقار کے طور پہ۔ مجمع میں فارسی سمجھنے والے چند ہی افراد تھے۔ مگر محویت سبھوں پہ یکساں طاری ہوئی۔ آواز کے زیر و بم سے دل کی دھڑکن تیز اور سست ہو جاتی تھی۔ ہاتھوں کے اشارے پر جسم بھی جھوم اٹھتا تھا۔ سارا مجمع آخر تک یکساں اس نظم سے محظوظ ہوتا رہا۔ جب یہ نظم ختم ہوئی تو ایسا محسوس ہوا کہ ترنم و نغمات کی ایک جھڑی تھی جو دفعتہً رک گئی۔

طبعاً مجھ پہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی کلام کا بہت اثر ہوتا ہے۔ اور جب اس کا پڑھنے والا بھی نغمات کا ماہر ہو تو پھر اس تاثیر کی کیفیت الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ جب یہ نظم ختم ہوئی تو میں بھی جذبات سے معمور ہو کر اٹھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نعتیہ کلام کے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ میں اس یقین سے معمور ہوں کہ چودہ سو سال کے اسلامی ادب میں ایسے نعتیہ کلام کی مثال نہیں ملتی۔ میں نے اس پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔

تقریر اس نظم کے بعد میرے چھوٹے لڑکے محمود احمد نے سیرت نبوی پر ایک مختصر سی تقریر کی۔ اللہ کے فضل سے اس کا انداز بیان بھی بہت اچھا تھا۔

تقریر اس کے بعد محترم قاری صاحب موصوف نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگانی کے کچھ واقعات بیان کئے۔ اس اعتبار سے کہ ایک نیا احمدی آج ہمارے اسٹیج پر تقریر کر رہا تھا یہ تقریر توجہات کا مرکز بنی رہی۔

تقریر آپ کے بعد میرے بڑے لڑکے حفیظ احمد کی باری تھی۔ میں نے اس بچے کو دو دن پہلے سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہٗ کی مرتب کردہ سیرت خاتم النبیین دی تھی۔ اور کہا تھا کہ خود مطالعہ کر کے تقریر کرو۔ یہ لڑکا ابھی ساتویں کلاس میں پڑھتا ہے۔ امید نہیں تھی کہ وہ کوئی مؤثر تقریر کر سکے گا مگر جب وہ کھڑا ہوا تو خلاف توقع ایسی شستہ تقریر کی کہ سبھی محو حیرت ہو گئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی زبان تند و تیز ہوتی گئی۔ اور جب اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قول "لا تثریب علیکم الیوم" کا دوسری جنگ عظیم کے جنگی قیدیوں کے انجام سے مقابلہ کر کے تقریر ختم کی تو اس وقت سبھوں کی زبان پر واہ واہ اور آفرین آفرین کے الفاظ تھے۔

نظم اس کے بعد میرے اسی دوست نے ایک غیر احمدی دوست کی ایک نظم پڑھی جو فی البدیہہ لکھی گئی تھی۔ ان کے نظم شروع کرتے ہی پھر مجمع پر وہی سماں چھا گیا یہ نظم زبان اور خیالات کے اعتبار سے بھی اچھی تھی۔ میں یہ نظم بھی ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں

تقریر اس نظم کے بعد ایک اور نئے احمدی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے ان کی تقریر کا ہم سبھوں کو انتظار تھا اس لئے کہ یہ "فاضل دیوبند" ہیں۔ اور ابھی ابھی مدرسہ دیوبند سے سند فراغت لے کر نکلے ہیں۔ انہوں نے بھی نہایت پُر وقار اور پُر جوش پیرائے میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے حالات بیان کئے۔

نذرِ عقیدت

(ایک غیر احمدی دوست مکرم عبد السلام صاحب اسٹوڈیو نرس کی طرف سے یہ نظم بمبئی میں منعقدہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھی گئی۔ سمیع اللہ)

یہ زمیں روٹھی ہوئی ہے اور فلک نامہرباں
فخرِ عالم تیری امت ہے جہاں میں بے اماں
مسجدوں میں شورِ ماتم ہے کہ سجدے لٹ گئے
مسجدیں روتی ہیں اور ہے خانقاہوں میں دھواں
مردِ حق گو میرزا احمد کا یہ ارشاد ہے:
نورِ ذاتِ احمدی سے زندگی جنت نشاں
ہر شکستِ پیہم بن گئی جہدِ عمل
عرصہ گاہِ دہر میں تو ہے ہمارا پاسباں
روشنی پھیلاتی ہے یارب مسیحِ پاک نے
اس کرن سے پھر زمانہ کیوں ہے یارب بدگماں
کر گئے تھے منکشف یہ رحمت للعالمین
میرے بعد آئے گا تم میں مہدئ رفعت نشاں
وہ تمہیں سمجھائے گا پھر منصفِ رازِ حیات
وہ تمہیں بتلائے گا پھر سود و زیاں!

(یہ پوری نظم فی البدیہہ لکھی گئی)

نظم اس کے بعد مکرم انعام الٰہی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" نہایت ترنم سے سنائی۔

تقریر اس کے بعد مکرم شیر محمد خاں صاحب حیدر آبادی اسٹیج پر تشریف لائے جو ہم لوگوں کی مجلس میں طوفانی مقرر کے طور پہ مشہور ہیں۔ آپ نے تخلیق عظیم کے عنوان پر تقریر کی۔ یہ تقریر بڑی جامع اور پر مغز تھی۔ جس وقت آپ نے تقریر شروع کی اس وقت بادل نے بھی زور سے "جل ترنگ" بجانا شروع کیا۔ مگر سچ پوچھئے تو ہمارے مقرر کا ترانہ آخر تک بادل کے جل ترنگ پہ غالب رہا۔ جب آپ تقریر سے فارغ ہوئے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مجلس میں گرمی آگئی ہے۔

تقریر ان کی تقریر کے بعد تبرک کے طور پر کچھ دیر میں نے بھی اظہار خیال کیا۔ میں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کی چند فقروں پر ذرا وضاحت سے روشنی ڈالی۔

اس روداد سے احباب پر یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ اس جلسہ میں شروع سے اخیر تک تلاوت۔ نظم اور تقریر ہر چیز پر وہی لوگ چھائے رہے جو مجلس کی نگاہ میں نئے احمدی سمجھے جاتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بمبئی کے شجرِ احمدیت پہ چند تازہ ثمریں اور صحت بخش پھل لگائے میری روح آستانۂ الوہیت پہ جھکی جاتی ہے۔ ان احباب کے علاوہ اور بھی کئی دوست ہیں جنہیں خدا نے انہیں دنوں بیعت کی توفیق دی ہے۔ مگر اس روداد میں ان کا ذکر نہ آ سکا۔ آثار و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی بہت سی سعید روحیں قبول احمدیت کے لئے بیتاب ہیں۔ ہمیں صرف ان کے پاس پیغام احمدیت پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اگر مشیتِ ایزدی ساتھ رہی تو چند ہی دنوں کے بعد ہم اور بھی اس قسم کے مژدے سنیں گے۔

جلسہ سے فراغت کے بعد نماز عشاء ادا کی گئی اور پھر تمام حاضرین کے سامنے تنقلات اور چائے پیش کی گئی جس کی تیاری میں صدر جماعت احمدیہ بمبئی اور دوسرے احباب نے نمایاں حصہ لیا تھا۔

خاکسار سمیع اللہ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

جماعت احمدیہ یاڑی پورہ

مورخہ ۲۷ راگست ۱۹۶۱ء کو زیر صدارت حکیم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ یاڑی پورہ جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ نے کی۔ نظم میر عبد المجید صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پہ چل کر ہی انسان حقیقی طور پہ انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے حضورؐ نے خدا تعالےٰ کی طرف سے قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب پیش کر کے ہر قوم اور ہر زمانہ کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات پیش کیا اور اس پر خود عمل کر کے ایک اعلیٰ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ حضور کی زندگی بچپن سے لے کر وفات

(باقی صفحہ ... پر)

شری کرشن جی مہاراج

(بقیہ صفحہ اول)

تھا وہ کسی کی پیش خبری سے خائف ہو کر بنی اسرائیل کی تمام نرینہ اولاد کو قتل کر دیا تھا مگر اس کی ہر تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو بنی اسرائیل سے تھے۔ فرعون کے تخت کو اُلٹ دیا۔ اسی طرح سری کرشن جی کے زمانے کا راجہ جو خود ان کا ماموں تھا کسی کی پیش خبری سے خائف ہو کر اپنی بہن دیوکی کی تمام اولاد کو قتل کر دیا کرتا تھا۔ مگر آخر کار اسی دیوکی کے فرزند سری کرشن جی نے اس کے تخت کو اُلٹ دیا۔

تیسری مشابہت یہ ہے فرعون باوجودیکہ وہ جانتا تھا کہ میرے ظلم کے ڈر سے کسی اسرائیلی عورت نے بچہ جن کر پانی میں بہا دیا ہے۔ مگر اس بچہ کی شدید محبت اس کے دل میں ڈال دی جاتی ہے جس کی وجہ سے بجائے قتل کرنے کے ناز و نعمت میں پرورش کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے والقیت علیک محبۃ منی ولتصنع علی عینی۔ میں نے اپنی طرف سے تیرے لئے خاص محبت ڈال دی تا تو خاص میری نگرانی میں پروان چڑھے۔

اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام کے بارے میں دیکھئے کہ جب ان کے باپ واسودیو حضرت کرشن کو لے کر جمنا پار گوپ کو گئے ہیں تو اسی وقت گوپ کے راجہ نند کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ واسدیو نے کرشن کو دے کر ان کی لڑکی کو لینا چاہا تا ظالم کنس کو مغالطہ میں ڈالا جائے۔ اور کرشن کو بچا لیا جائے۔ حضرت کرشن علیہ السلام کی شدید محبت نند اور یشودھا کے دل میں ڈال دی جاتی ہے۔ وہ اپنی لڑکی کی محبت کو بھول جاتے ہیں اور اپنے جگر گوشہ کو کرشن کی جگہ قتل ہونے کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ چنانچہ روایات کے مطابق واسودیو جلدی جلدی اس لڑکی کو لا کر دیوکی کی گود میں دے دیتے ہیں۔ اور صبح کنس آکر اس کا خاتمہ کر جاتا ہے۔

چوتھی مشابہت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کو بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ ... بیچ سمندر میں راستہ بنا دیتا ہے۔ اس راستہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سمیت پار اُتر جاتے ہیں اسی طرح جنم ... لکی دھرم پستکوں میں لکھا ہے کہ جب ... جا کرشن پیدا ہوئے وہ رات بڑی بھیانک تھی۔ موسلا دھار بارش کے ساتھ گرج کا شور اور صاعقہ کے بار بار گرنے کی وجہ سے سارا دنیا لرز رہی تھی۔ ادھر ایک کو اپنی فکر پڑ گئی تھی۔ واسودیو اور دیوکی کے جیلخانہ کے پہرہ دار اپنی جان بچانے کے لئے کہیں دبک گئے۔ ایسی حالت میں سری کرشن پیدا ہوئے تو سری واسودیو نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس فوزائیدہ بچے کو لے کر جمنا پار جانے لگے تو اس وقت جمنا میں بڑے زور کی طغیانی آئی ہوئی تھی۔ انہوں نے جمنا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے جمنا تو میرے لئے راستہ چھوڑ دے میں کرشن کو لے کر پار جاؤں۔ چنانچہ جمنا کا پانی ایک طرف سے سمٹتا گیا۔ یہاں تک کہ ایک گیدڑ پار ہونے کے قابل پانی رہ گیا تو خدا نے ایک گیدڑ بھیج تا راستہ دکھلائے اس غیبی اشارے سے واسودیو کرشن کو لے کر جمنا سے پار اتر گئے۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کو بچانے کے لئے خدا نے یہ معجزہ دکھایا تھا اسی طرح کرشن علیہ السلام کو بچانے کے لئے طغیانی کی حالت میں جمنا کو پار کرنے کا راستہ بنا دیا گیا تھا۔

پانچویں مشابہت یہ ہے کہ جس زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اس زمانہ کے لوگوں میں علاوہ دوسری روحانی بیماریوں کے بے حجابی و بے شرمی کا مرض بھی عام تھا نہاتے وقت ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو کر نہاتے ہیں کوئی حجاب محسوس نہیں کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے خلاف آواز اُٹھائی اور لوگوں کو بے حجابی سے منع کیا مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ آخر ان پر الزام لگانے لگے کہ موسیٰ کو ایک بیماری ہے جسے وہ چھپانا چاہتا ہے چنانچہ حجر نامی ایک دشمن اسی ٹوہ میں لگ گیا اور ایک بار جبکہ آپ لوگوں سے اوجھل ہو کر غسل کر رہے تھے آپ کے کپڑے اُٹھا کر لے بھاگا۔ آپ نے ثوبی حجر ثوبی حجر کہتے ہوئے اس سے اپنے کپڑوں کا مطالبہ کیا۔

اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام کے زمانہ میں بھی بے حجابی کا مرض بڑھا ہوا تھا۔ آپ بھی لوگوں کو اس سے منع کرتے تھے مگر لوگ باز نہ آتے تھے عورتیں بالکل اس کے خلاف تھیں وہ حضرت کرشن علیہ ال... کی تعلیم کے خلاف ننگی ہو کر نہایا کرتی تھیں۔ ایک بار موقع پا کر حضرت کرشن نے ان تمام عورتوں کے کپڑے جن کو اتار کر تالاب کے اندر گھس کر نہاتی تھیں سمیٹ لئے اور پاس ہی کے ایک درخت پر جا بیٹھے۔ اور ان کپڑوں کو درخت کی شاخوں پر پھیلا دیا۔ تا وہ دیکھیں اور اپنے کئے پہ نادم ہوں۔ اس واقعہ کو بستر ہرن کہتے ہیں۔

چھٹی مشابہت یہ ہے کہ مصر ایک زرخیز اور زرعی ملک تھا جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ کاشتکاری میں کام آنے والے جانور ایسے ملکوں میں بڑے عزیز ہوا کرتے ہیں مصر میں انکی عزت بڑھتے بڑھتے پوجا کی حد تک پہنچ چکی تھی۔ لوگ گائے کی پوجا کرتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا۔ اور خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم دی۔

اسی طرح ہندوستان ایک زرخیز و زرعی ملک میں حضرت کرشن علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس ملک میں بھی گائے بیل وغیرہ کاشتکاری کے جانور بڑے عزیز ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس زمانے میں ان جانوروں کی اتنی قدر نہ تھی۔ آپ نے توجہ دلائی ہوگی کہ ایسے جانوروں کی حفاظت ضروری ہے۔ اس کے بچے (بیل) کھیتی باڑی میں اچھا کام دیتے ہیں اور اس کا دودھ عمدہ غذا ہے۔ اس کی حفاظت کا خیال کرنا چاہیئے۔ اور یہ گئو سیوا کی تعلیم بہت ممکن ہے کہ بعد میں بگڑتے بگڑتے گئو پوجا میں بدل گئی ہو! بہر حال گائے کے ساتھ ہر دو نبیوں کا تعلق ضرور رہا ہے۔

ساتویں مشابہت یہ ہے کہ جانوروں کے چرانے میں دونوں نبی برابر ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرایا کرتے تھے اور اس کے لئے ایک لمبی لاٹھی رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما تلک بیمینک یا موسیٰ قال ھی عصای اتوکؤا علیھا واھش بھا علی غنمی ولی فیھا مارب اخری۔ اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔ عرض کیا وہ تو ایک لاٹھی ہے جس پر میں سہارا لیتا ہوں۔ اور اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کام اس سے نکلتے ہیں

اسی طرح حضرت کرشن گایوں کو چراتے تھے۔ اور یہ تو ضروری ہے کہ جانوروں پر قابو پانے کے لئے لاٹھی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ضرور وہ بھی لاٹھی رکھتے ہوں گے۔

آٹھویں مشابہت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو بچانے کے لئے انکی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ اسے صندوق میں ڈال دو۔ اور پھر اس صندوق کو ندی میں بہا دو وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح حضرت کرشن کو بچانے کے لئے سری واسودیو کو وحی بھیجی ہوگی۔ کیونکہ واسودیو کو کس طرح پتہ لگا کہ جمنا کے پار نند راجہ کے ہاں ایک لڑکی ابھی ابھی پیدا ہوئی ہے۔ اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ سری کرشن کو لے کر اپنی لڑکی کی جگہ کو دے بھی دے گا۔ ان تمام باتوں سے پتہ لگتا ہے کہ سری واسودیو کی طرف خدا نے وحی بھیجی تھی۔

غرض دونوں نبیوں کو بچانے کے لئے خدا نے ایک کی ماں کی طرف اور ایک کے باپ کی طرف وحی بھیجی۔ اس وحی کے مطابق دونوں نے عمل کیا اور دونوں ہی کامیاب رہے۔

نویں مشابہت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک بڑے بھائی تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے فرمانبردار اور بڑے پارسا تھے۔ جن کا نام ہارون تھا۔ اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام کے ایک بڑے بھائی تھے جن کا نام بلرام تھا وہ بھی بڑے بزرگ اور حضرت کرشن کے فرمانبردار تھے۔

دسویں مشابہت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر مار ڈالنے کے خیال سے فرعون سمندر میں کود پڑا تھا۔ اس وقت اس نے یہ نہ سوچا کہ پانی چڑھ آیا کیا ہوگا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قریب پا کر جلدی سے پکڑ لینے کے خیال سے آگے بڑھا۔ اُس کے لشکر نے بھی اسکی متابعت کی۔ آخر جوار بھاٹہ کے چڑھ آنے سے سب کے سب وہیں غرق ہو گئے

اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام کے دشمن کنس کا بھی یہی حال ہوا کہتے ہیں کہ کنس نے ایک بار بڑا جشن منایا تھا اور اپنے سارے ماتحت ... راجاؤں کو دعوت دی تھی۔ پھاٹک کے پاس پہرہ داروں کو حکم دیا کہ تمام راجاؤں کو بے دھڑک اندر آنے دو مگر کرشن آئے تو اسے قتل کر ڈالو ہرگز ہرگز آنے مت دو۔ اسی عمل کے منصوبے میں اس نے پہلوانوں کی ایک ٹولی اور لٹھیتوں کی ایک جماعت اس ... ←

سلہ یہ مشابہت اُسی صورت میں معقول معلوم ہوتی ہے جبکہ ثوبی حجر ثوبی حجر والی روایت اور حضرت کرشن کے بارہ میں مشہور روایت کو حرف ظاہر پر محمول کیا جائے ورنہ ان کی بعض دیگر بہتر تاویلات بھی ہیں (مدیر)

مقرر کر رکھی تھی ... جس میں لیا تھا کہ کس طرح کرشن کو ہلاک کر ڈالے مگر ان تمام منصوبوں کو توڑتے ہوئے اور سب پر غلبہ پاتے ہوئے جب وہ پنڈال میں جا پہنچے تو کنس کی نظر ان پر پڑی۔ مصنفوں کا خیال ہے کہ کرشن کے کر اسے کچھ ... ہچکچا کر بھاگ گیا ...

وقت کی آواز ــــ اسلام

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

دنیا کی حیرت انگیز ترقی آج مادی اعتبار سے دنیا نے حیرت انگیز ترقی کی ہے سائنسی ایجادات و انکشافات نے لوگوں کو محوِ حیرت بنا دیا ہے کہ آج سے چند صدی قبل جن امور کا تصور بھی ذہنِ انسان میں نہیں آسکتا تھا یا جن باتوں کو ناممکن الحصول سمجھا جاتا تھا اس اشرف المخلوقات کے "ذہن رسا" نے اُن باتوں کو نہ صرف ممکن الحصول بنا دیا بلکہ عملی طور پر حاصل کرکے بتا دیا ہے پہاڑوں کو پھاڑنا سمندروں کو چیرنا اور فضاؤں میں اُڑنا تو ان کا دن رات کا محبوب مشغلہ تھا ہی کہ اب اُس نے ترقی کرکے "خلاؤں" کو چیر کر دوسرے سیاروں کی طرف پرواز بھی شروع کردی ہے۔ وہ ۲۵ گھنٹوں میں دنیا کے اوپر کی فضا کا ۱۷ مرتبہ چکر لگا چکا ہے۔

سائنس کی ترقی کا اثر سائنس کی اس غیر معمولی ترقی نے رسل و رسائل کے لحاظ سے دنیا کو ایک شہر کی طرح بنا دیا ہے۔ اب کوئی ملک اور قوم باقی دنیا سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا ہر ملک کے باشندوں کی زندگی اور معاشرت دوسروں کی محتاج اور ایک دوسرے پر انحصار ہے۔ کیونکہ کسی ملک کو قدرت نے اپنی نعمتوں کا ایک حصہ بافراط دیا ہے۔ تو دوسری قسم کی نعمتیں دوسرے ملک کو عطا کی ہیں۔ گویا دنیا کا ایک حصہ ایک پہلو سے لیتا اور دوسرے پہلو سے دیتا ہے اس احتیاج یا فراوانی سامان کی وجہ سے بلاواہ انسان باہم دست و گریبان ہو رہے ہیں۔ اور حصول اقتدار و حکومت کے لئے ایک دوسرے کی تباہی کے منصوبے سوچ رہے ہیں۔

ڈاکٹر رادھا کرشنن نائب صدر جمہوریہ ہند نے بہت خوب فرمایا ہے کہ:-

"انسان کی عظیم الشان علمی ترقی اور طاقت میں اضافہ کے باوجود امن عالم ہر روز خطرہ میں ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اخلاقی طور پہ اندھے ہیں۔ اور روحانی طور پر بیمار ہیں۔ اور ابھی تک اس حقیقت کو نہیں سمجھ پائے کہ ہمیں ایک عالمگیر انسانیت کے فرد کے طور پہ زندگی بسر کرنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فرد انسانیت تمام "انسانیت" کی ایک یقینی کرے

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم مختلف نسلوں میں یگانگت کا احساس پیدا کریں ہندوستان میں ذات پات اور چھوت چھات کا مسئلہ ہمارے راستہ میں حائل ہے۔ مگر ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وحدت انسانی کی راہ میں جو روکیں ہیں وہ اُٹھ جائیں۔"

(NATION ۲۲ مئی ۱۹۶۱ء)

کمیونزم اور سرمایہ داری آج دنیا مادی اعتبار سے دو بڑے بلاک یا حصوں میں بٹ چکی ہے۔ کمیونزم اور سرمایہ داری کا نظام۔ اور دونوں نظام دنیا پر چھا جانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ بڑ عجیب بات ہے کہ سائنس کی ہوشربا ترقی۔ علم کے زبردست پھیلاؤ اور مسابقت کی دوڑ کے باوجود انسانوں کو امن و چین نصیب نہیں۔ اور اُن کے مسائل سلجھنے کی بجائے آئے دن اُلجھتے ہی جا رہے ہیں۔ دونوں نظاموں کے سربراہ نعرہ تو "امن" کے قیام کا لگا تے ہیں مگر عملاً دنیا پہ "بد امنی اور جنگ کے بادل" منڈلا رہے ہیں۔ اور عوام کا ذہنی اور قلبی سکون غائب ہو رہا ہے۔ اور ان دنوں مسئلہ برلن و جرمنی کے تصفیہ کے سلسلہ میں جو خطرناک صورتِ حالات پیدا ہو چکی ہے اس میں کسی ایک فریق کی معمولی بے احتیاطی خرمنِ امن کو برباد کرنے کا باعث بن سکتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ آمین۔ اگر کمیونزم اقتصادی مسائل کے حل کرنے کا مدعی ہے تو ساتھ ہی مذہب کو خیر باد کہنے کا مطالبہ کرتا ہے اگر سرمایہ دارانہ نظام مذہب کو قائم رکھنے کا حق دیتا ہے۔ تو وہ دولت کی منصفانہ تقسیم اور مساوات انسانی کا قابلِ قدر حل پیش نہیں کرتا۔ جنگی معاہدات بلاکوں کے قیام اور نیشنلزم کے فروغ سے دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل نہیں ہو جاتا۔ قائمقام صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن نے اس حقیقت کا اظہار بالمندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:-

"Nationalism & militarism are both are moded, Humanity is the concept and international conciliation is the only method by wich all problems required to be settled" (mail madras ۱۱-۱۰-۶۰)

کونیشنلزم اور ملٹری ازم دونوں ہی وقت کے تقاضوں کے خلاف ہیں وحدت انسانی کا تصور اور بین الاقوامی بقائے باہمی کا اصول ہی وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعہ دنیا کے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے

اسلام کا نظام وقت کی آواز ہے اسلام کا نظام جو مادیت و روحانیت کا لطیف امتزاج ہے۔ وہ وقت کی آواز ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جو رنگ و نسل۔ قبیلہ و قوم اور ملک و تمدن کی حدود سے بالا تر ہو کر عالمگیر حیثیت سے "وحدت انسانی" کی بنیادوں پر دنیا کو مخاطب کرتا ہے۔ اور "اخوت انسانی" کا یہی زریں اصل جو کہ اسلامی تعلیمات کا شاہکار ہے۔ اُسے آج دنیا کی اقوام "بقائے باہمی" اور امن عالم کے قیام کے لئے اپناتی چلی جا رہی ہیں۔ چنانچہ اسلام کی اس زریں تعلیم کے بارہ میں چند غیر مسلم مدبرین و مفکرین کی آراء ملاحظہ فرمایئے:-

۱۔ مسٹر گِب اپنی کتاب "Whither Islam" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اسلام کے سامنے نسل انسانی کی خدمت کا ایک بڑا بھاری کام ہے۔ اُس کے اندر وہ عظیم الشان روایات ہیں جو قوموں میں باہمی سمجھوتہ اور تعاون پیدا کرسکتی ہیں۔ نسلِ انسانی کی مختلف اور متعدد قوموں کے اندر اتحاد پیدا کرنے میں جو کامیابی اسلام کو حاصل ہوئی ہے اُس کی نظیر کسی دوسری جگہ پائی نہیں جاتی۔۔۔۔ ہاں اسلام میں اب بھی یہ طاقت ہے کہ وہ قومیت اور روایات کے ایسے پراگندہ اجزاء کو جو باہم ملنے کے قابل نظر نہیں آتے اکٹھا کر دے"۔

۲۔ اُڑیسہ کے ایم منشی سابق گورنر اُتر پردیش نے لکھنؤ میں انجمن فردوس الادب کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے ایک جلسہ "سیرۃ النبی صلعم" میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ان دنوں رنگ۔ قومیت اور مذہب کے ہاتھوں مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی دنیا کو آج بھی رسول کریم کی اس تعلیم کی ضرورت ہے کہ تمام انسانوں کو برابری کے حقوق اور مواقع حاصل ہونے چاہئیں۔ رسول کریم کے اس پیغام کو ہمارے ملک کے دستور اساسی میں جگہ دی گئی ہے"۔

(پیغمبر اسلام از ظل عباسی)

۳۔ جارج برنارڈ شاہ فرماتے ہیں:-

"I believe that if a man like him (Mohamad) were to assume the dictatorship of the modren world he would succeed in solving its problems in a way that would bring it the much needed peace and happiness"

"مجھے یقین ہے کہ اگر موجودہ دنیا کا نظام حکومت حضرت محمد صلعم جیسی شخصیت کے سپرد کر دیا جائے تو وہ دنیا کی مشکلات و مسائل کا حل اس طریق پر پیش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جو پھر دنیا میں امن و سلامتی اور خوشی واپس لائے جس کی دنیا کو شدید ضرورت ہے"۔

اسلام امن کا ضامن ہے اسلام نے انسان کو زندگی کے جس ضابطہ پر عمل کرنے کی دعوت دی ہے اُس کی بنیاد امن اور سلامتی کے جذبہ پر رکھی گئی ہے۔ یہ تعلیمات محض نظریات پیش نہیں کرتیں بلکہ ان کے ساتھ اسلام کا شاندار ماضی اور اُس کی عملی روایات ہیں۔ اسی لئے متذکرہ بالا مدبرین کی آراء حقائق پر مبنی ہیں۔ واقعی اسلام اُن تعلیمات کو پیش کرتا ہے جو امن قائم کرنے کی ضامن ہیں۔ اسلام اپنے حسین و دلکش نام میں ہی "امن و سلامتی" کا پیغام لئے ہوئے۔ انسانوں کے ذہان و افکار کے نتیجہ میں جو "ازم" اور نظام حیات معرضِ وجود میں آئے ہیں۔ اسلام اُن پہ ہر لحاظ سے فوقیت و افضلیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ یہ اُس خدا کا قائم کردہ نظام ہے۔ جو خالق کا ئنات ہے اور کائنات کی جملہ اشیاء کے تقاضوں سے باخبر۔ نباضِ فطرت کا پیش کردہ نظام حیات کیوں دلوں کو اطمینان اور ذہنوں کو سکون عطا نہیں کرے گا یقیناً باعثِ اطمینان و سکون ہو گا اور ہے۔

خصوصیات اسلام اسلام نے انسان کی زندگی کے ہر پہلو

میں صحیح رہنمائی کی ہے۔ تمدن و معاشرتی سیاسی و اقتصادی۔ اخلاقی و سماجی اور روحانی میدانوں میں اس کی پاکیزہ تعلیمات مشعل راہ کا کام دے رہی ہیں۔ ایک اچٹتی ہوئی نظر سے ذرا اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیجئے۔ تو مذکرہ بالا عر... دعویٰ کی تصدیق سے قلوب خود بخود مطمئن ہو جائیں گے

۱۔ مذہبی طور پر اسلام خدا کی "وحدانیت" کے تصور کو پیش کرتا ہے۔ جو رب العالمین بھی ہے۔ یہ وحدانیت اور ربوبیت عالم کا تصور نسل انسان کی وحدت و اتحاد کا مرکزی نقطہ ہے جس کی نظیر کسی اور نظام میں نہیں ملتی توحید الہٰی فطرت انسانی میں مذکور ہے۔

۲۔ اسلام دنیا کے تمام مذہبی رہنماؤں نبیوں۔ رسولوں اور مرسلوں کی تعظیم و اکرام کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ تعلیم "بین المذاہب" اتحاد و امن کی ٹھوس بنیاد ہے ... رواداری کی۔ مذہبی آزادی اور ... اس تعلیم کے بہتر ... گویا اسلام تمام صداقتوں کا مجموعہ اور تمام روحانی خیموں کا گلدستہ ہے۔

۳۔ اسلام نے اس عظیم الشان نظریہ کو پیش کر کے سرمایہ داری کی جڑ کاٹ دی ہے کہ کائنات کی سب اشیاء سب انسانوں کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ سب ہی اس میں حصہ دار ہیں۔ مگر ایک اپنی جسمانی قوت اور دماغی قابلیت کے مطابق ہی اُن سے فائدہ اُٹھا سکے گا۔ اس کوشش وسعی میں انفرادی آزادی ہے۔ اس دوڑ میں مسابقت کرنے والے پیچھے رہنے والوں کے حقوق و ضروریات کا بھی لحاظ رکھیں۔ اسلام نے حصول دولت کے لئے ہر شخص کو آزادی دی۔ مگر ساتھ ہی تقسیم دولت پر بعض پابندیاں لگا دیں۔ تاکہ دولت ایک جگہ پر جمع ہو کر معاشرہ کو زیر و زبر نہ کر دے۔ ورثہ کی تقسیم۔ سود کی ممانعت۔ زکوٰۃ کی ادائیگی۔ غرباء کی خبر گیری کے لئے صدقہ و خیرات کے احکام دے کر سرمایہ داری کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ اسلام صرف سرمایہ داری کو ختم ہی نہیں کرنا چاہتا بلکہ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ سرمایہ داروں کے سرمایہ میں غریب اور حاجتمند بھی شریک ہو جائیں۔ اور اس طرح دنیا سے مفلوک الحالی اور غریبی کا خاتمہ ہو جائے۔ اور یہی وہ طریق کار ہے جس سے نوع انسانی کو حقیقی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

۴۔ سماجی اعتبار سے اسلام کی تعلیم عورت و مرد۔ بھائی بھائی اور باپ بیٹا۔ افسر و ماتحت اور مالک و مزدور وغیرہم کے حقوق و فرائض کی تعیین کرتی ہے۔ اور ہر شخص کے لئے اس کی تعلیم بالکل واضح اور قابل عمل ہے۔ اسلامی تعلیمات سے انحراف کر کے جس نے بھی کوئی اور معاشرہ بنانے کی کوشش کی۔ وہ خامیوں یا بے اعتدالیوں کا شکار ہو گیا۔ اور نظام معاشرہ درہم برہم ہو گیا جس سوسائٹی اور معاشرہ میں عورت" تہذیب و تمدن اور آزادی کے نام پر گھر کی رانی اور چراغ خانہ بننے کی بجائے "شمع محفل" اور زینت کلب بن گئی۔ وہاں خاندانی اور ذہنی سکون و اطمینان غائب ہوا۔ اس کا روشن ثبوت یورپ کا موجودہ معاشرہ اور اس کے خطرناک نتائج پر اُن ممالک کے مفکرین کا خود اپنا احتساب و اعتراف ہے۔

۵۔ بین الاقوامی تعلقات کے بارہ میں اسلام نے" تعاون باہمی" کے اصل کو پیش کیا۔ اس امر سے روکا کہ ایک ملک یا قوم دوسرے ملک و قوم پر غاصبانہ نظر رکھے۔ اور اقتدار و تسلط کے نشہ میں سرشار رہے۔ پڑوسی کی جان و مال اور عزت کی حفاظت اور اس کے حقوق کو تاکیداً بیان کیا۔ معاہدات کی پابندی کی تلقین کی۔ اگر کبھی دو قوموں کے باہمی تعلقات میں ناخوشگواری پیدا ہو۔ تو ظالم کے ہاتھ کو پکڑنے اور مظلوم کی امداد کرنے کا حکم دیا۔ باہمی صلح کروانے کی تحریک کی تو ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ اور اس صلح جوئی میں ذاتی منفعت مقصود نہ ہو۔

المختصر اسلام وہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو آج نسل انسانی کی ہر قسم کی مشکلات کا اصولی حل پیش کرتا ہے عالمگیر اسلامی معاشرہ کے قیام کے سلسلہ میں اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے جو اصول مقرر کئے تھے آج چودہ سو سال بعد بھی دنیا کے مدبرین ان سے اچھے اصول وضع نہیں کر سکے۔ ان حقائق کی روشنی میں یہ امر واضح ہے کہ اسلامی نظام نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے ایک امرت ہے۔ اگر اس نظام پر آج بھی عمل کیا جائے تو مختلف اقوام اور ممالک کی کشیدگیاں اور اختلافات بڑی آسانی سے دور ہو سکتے ہیں۔ اور نسل انسانی پھر امن بکھ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے (بقیہ صفحہ ۵)

تک اور ایک خادم سے لیکر بادشاہ تک ہر شعبۂ زندگی ہی ہمارے لئے آئینہ کا کام دیتا ہے۔ آپ کا اسوۂ حسنہ بنی نوع انسان کیلئے مشعل راہ کا کام دیتا ہے۔

اس کے بعد مکرم منشی نصیر الدین صاحب نے ایک انگریز مؤرخ کی تصنیف سے ثابت کیا کہ مسلمانوں نے کبھی بھی جبر سے اسلام قبول کرنے پر کسی کو مجبور نہیں کیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ اور اعلیٰ تعلیم کے نتیجہ میں ہی اسلام ملک عرب اور دیگر ممالک میں پھیلا۔ اس کے بعد مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب نے آنحضرت صلی اللہ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ دنیا میں حضور کی تعلیم ہی کامیاب ہو گی۔ دنیا اس وقت تک امن کا سانس نہیں لے سکتی۔ جبتک حضور کی پیش کردہ تعلیم کو نہ اپنایا جائے۔ خدا تعالیٰ نے حضور ہی کو آخری شریعت دے کر دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ بعد ازاں مکرم ماسٹر غلام نبی صاحب منصور بی۔ اے نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے استقلال اور اپنے مشن پر بھروسہ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے حضور کی ہجرت کا واقعہ۔ غار ثور میں پناہ حضرت ابوبکر رضی کی حضور کے متعلق گھبراہٹ اور حضور کا تسلی بخش جواب۔ سراقہ کا تعاقب اور حضور کی اس کے متعلق ایک پیشگوئی کے واقعات بیان کئے۔

جلسے میں حاضری کافی تھی جس میں غیر مسلم دوست بھی شامل تھے۔ تین گھنٹے کی کارروائی کے بعد جلسہ بعد دعا برخواست ہوا۔

جماعت احمدیہ شموگہ

مورخہ ۲۷ راگست سنہ ۶۱ء کو جماعت احمدیہ شموگہ نے ۶ تا ۹ بجے شب کرناٹک سنگھا ہال میں جلسہ سیرت النبیؐ منایا۔ اس کے لئے ٹریکٹوں۔ دعوت ناموں اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ عوام اور ذی اثر حضرات کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اردو انگریزی اور کنیڑی زبانوں میں تقاریر کا انتظام کیا گیا۔ ۶ بجے یہ جلسہ زیر صدارت مولوی فیض احمد صاحب شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم حکیم عبدالرحمن صاحب مبلغ شند گراہ نے کنیڑی زبان میں سوا گھنٹہ تک کی جس کو سامعین نے کامل سکون کے ساتھ سنا۔ اسی دوران میں حسن اتفاق سے

مکرم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان شموگہ آگئے آپ کو آتے ہی جلسہ کے انعقاد کا علم ہوا۔ تو فوراً جلسہ گاہ میں پہونچ گئے۔ نوجوان صاحب کی امداد یہ دوسری تقریر انگریزی زبان میں انہوں نے کی۔ آپ نے آنحضرت کی سیرت پر ایک برجستہ تقریر فرمائی۔ جس سے حاضرین جلسہ مستفیض ہوئے۔ اس کے بعد خاکسار نے اردو زبان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریر کی۔ اور سورۂ شمس سے آنحضرت صلعم کے وجود کو کامل نمونہ کے طور پر پیش کیا۔ نیز تمام اہل مذاہب کو انبیاء کی صداقت قرآنی طریق پر سمجھنے کی دعوت دی۔ اور بتایا کہ حضور کی تعلیم میں یہ خوبی ہے کہ اس میں تمام انبیاء علیہم السلام کی صداقت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور نبوت کی ضرورت اور خصوصیات کا ذکر کر کے اس کو مکمل ضابطہ کے رنگ میں پیش کیا۔

آخر میں صاحب صدر نے آنحضرت صلعم کا وجود تمام بنی نوع کیلئے اسوۂ حسنہ ہے کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور اس کی مختلف شقوں کو سامنے رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس حیات اور آپکی پاک تعلیم کو پیش کرتے ہوئے اس موضوع پر روشنی ڈالی بعد ازاں مکرم نائب صدر صاحب جماعت احمدیہ شموگہ نے مقررین و حاضرین اور منتظمین کا شکریہ ادا کیا اور بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔ مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ جماعت احمدیہ شموگہ نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے جلسہ کو کامیاب بنایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار حکیم محمد دین انچارج مبلغ میسور اسٹیٹ

جماعت احمدیہ شورت

مورخہ ۲۵ راگست کو بعد نماز جمعہ دو بجے عیدگاہ میں زیر صدارت مکرم ماسٹر غلام نبی صاحب منصور بی۔ اے بی ایڈ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم محمد عبداللہ صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ شورت نے نظم پڑھی اس کے بعد مکرم مبارک احمد صاحب لون۔ غلام نبی صاحب پڈر۔ عبدالرحیم صاحب شمس مولوی علی محمد صاحب لون نذیر احمد صاحب ڈار۔ اور غلام محمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں ان تقاریر کے بعد مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب مبلغ نے آنحضرت صلعم کے اخلاق حسنہ اور حضور کا غیر مسلموں کے ساتھ سلوک اور بنی نوع انسان کی ہمدردی پر بالتفصیل روشنی ڈالی پھر مولوی شیخ حمید اللہ صاحب نے آنحضرتؐ کے جرأت مندانہ اقدامات اور خدا تعالےٰ کے احکام کی اطاعت پر روشنی ڈالی۔ آخر پر صاحب صدر نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ایمان افروز واقعات مؤثر انداز میں پیش کئے اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

سکا سانس لے سکتی ہے کاش دنیا کے مدبر اور مفکر اسلام کی طرف رجوع کریں اور اپنی پیش آمدہ مشکلات کا حل اس میں تلاش کریں۔ بقول شخصے "اسلام وقت کی آواز ہے"

خاندان حضرت عرفانیؓ میں ایک عظیم حادثہ

از مکرم شیخ یوسف علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم

یہ خبر خصوصاً اُن بزرگوں اور جماعت احمدیہ کے لئے باعثِ افسوس ہوگی جو والدی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ سے گہرے تعلقات اور خلوص رکھتے تھے نیز جماعت احمدیہ کے دیگر احباب کے لئے بھی۔

۳۰ر اگست کی شب کے آخری حصہ میں قریباً ساڑھے تین یا چار بجے کے قریب برادرم مکرم داؤد احمد صاحب عرفانی کاٹن سکنڈرا اعظم جاہی ملز ورنگل (آندھرا پردیش) کے مکان پر ایک منظم ڈاکہ کی واردات ہوئی۔ چور بیڈ روم سے ملحقہ کمرے کی کھڑکی کی آہنی سلاخیں جو قریباً پونا اِنچ موٹی تھیں اُن کو ٹیڑھا کر کے باہر نکال کر اندر گھس گئے اور تمام سامان نکال کر باہر لے جاتے رہے۔ بیڈ روم میں داؤد احمد صاحب عرفانی بیگم داؤد احمد عرفانی اور اُن کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی محو خواب تھے۔ اور کسی کی آنکھ نہ کھلی۔ آخر کار جب وہ آخری بکس جو پلنگ کے نیچے تھا نکال کر لے جانے لگے تو داؤد احمد صاحب کی آنکھ کھل گئی۔ اُنہوں نے پیچھا کیا اور ایک آدمی کو پکڑ لیا۔ اسی اثنا میں بیگم داؤد صاحب کی آنکھ کھل گئی اور وہ باہر نکلی تو ایک پتھر اُن کے سر پر لگا۔ سر پھٹ گیا اور وہ وہیں گر گئی۔ داؤد احمد صاحب کے ایک پتھر لگا اور اُن کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ داؤد احمد صاحب نے خوب شور مچایا مگر کوئی بھی نہ آیا۔ اس لئے کہ پاس والا ہمسایہ بمبئی گیا ہوا تھا۔ اور بنگلے میں صرف اُن کی تین لڑکیاں اور ایک بڈھی ساس تھی۔ تاہم اتنی سی دیر میں ڈاکو بھاگ گئے۔ داؤد احمد صاحب نے ڈی۔ ایس۔ پی صاحب کو ٹیلیفون کیا وہ فوراً جیپ گاڑی میں آ گئے۔ اور بیگم داؤد احمد صاحبہ کو سنبھالنے کی تلقین کر کے فوراً جیپ میں سوار ہو کر چوروں کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ اور کچھ سامان جو اِدھر اُدھر پھینکا ہوا تھا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس اثنا میں صبح ہو گئی۔ بیگم داؤد احمد پر بے ہوشی طاری ہو گئی تھی لہذا اُن کو قریب کے گاندھی ہسپتال میں منتقل کر دیا۔ جہاں تمام بڑے بڑے ڈاکٹروں نے نہایت توجہ سے علاج کیا اور بھائی صاحب کو تسلی دی کہ مسز عرفانی خطرے سے باہر ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف کچھ بھی کر لینے کی کسی انسان کو نہ قدرت حاصل ہوئی ہے اور نہ ہو گی۔ ڈاکٹروں نے جب یہ وثوق سے کہا کہ مسز عرفانی بالکل خطرے سے باہر ہیں۔ اور آپ کو ل جائے گی اُس وقت قضا مسکرائی ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے نازل ہو چکے تھے کہ وہ بیگم داؤد احمد صاحب کو یہ کہہ کر کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہیں ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ ڈاکٹروں کی بات کا یقین نہ کریں۔

چنانچہ بارہ بجے کے قریب وہ عزیزہ جن کا نام زہرہ تھا روح قبض کر کے ساتھ لے گئے اور جسدِ خاکی جو کچھ دیر پہلے ایک شوہر کی بیوی بچوں کی ماں ایک گھر کی مالکہ کسی کی بہن کسی کی عزیزہ تھیں اب ایک لاش کی صورت میں پلنگ پر پڑی تھیں۔

ہسپتال سے میت کو منتقل کرنے کے وقت

چونکہ یہ خبر پورے ورنگل اور گرد و نواح میں آگ کی طرح پھیل چکی تھی ہسپتال پر پورے ورنگل کی آبادی اُمنڈ آئی تھی۔ یاد رہے۔ یہاں تین حصے آبادی ہندوؤں کی ہے باقی مسلمان سکھ عیسائی پارسی یہ تمام لوگ بغیر کسی مذہبی امتیاز کے ہسپتال پر ٹوٹ پڑے۔ گویا قوم کی بہت بڑی لیڈر چل بسی تھیں۔ ہجوم کو سنبھالنا دشوار ہو گیا۔ میت کو جب ہسپتال سے لے جایا جا رہا تھا تو ہسپتال کی مریض عورتوں نے بھی رونا شروع کر دیا کہ اماں تم ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہی ہو حالانکہ یہ سب اجنبی تھیں۔ نعش کو گھر پر لایا گیا تو داؤد صاحب کے بنگلہ پر جو بر لب سڑک واقع ہے اتنا ہجوم ہو گیا تھا کہ تمام راستہ ہی رُک گیا تھا۔ اور پولیس کے دس بارہ آدمی بھی لوگوں کو روکنے میں ناکام ثابت ہو رہے تھے۔ انسانوں کا ایک سمندر تھا جو موجیں مار رہا تھا۔ یہ سب کے سب لوگ اہلِ ورنگل تھے مرد اور عورتیں ہر مذہب و ملت کے جو داؤد احمد صاحب کو جانتے تھے اور جو نہ جانتے تھے بھی۔ اور یہ ہجوم اس وقت تک موجود رہا جب میت کو تجہیز و تکفین کے بعد تدفین کے لئے تربت لے جایا گیا۔ حتیٰ کہ بیگم داؤد کو اُس کی آخری آرامگاہ میں پہنچا دیا۔ اُس وقت سے تا دمِ تحریر خلق خدا کا ایک تانتا لگا ہوا ہے۔ ہر مذہب و ملت کے مرد اور عورتیں صبح سے رات کے دس بجے تک تعزیت کے لئے چلے آ رہے ہیں سارا سارا دن بار بار آ رہے ہیں۔ اس طرح پر اہلِ شہر اور گرد و نواح کے لوگوں نے اپنے قلبی افسوس کا مظاہرہ کیا۔ اور ہمارے ساتھ گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

چونکہ یہ خبر اخبارات میں شائع ہو گئی تھی۔ لہذا حیدر آباد و مدراس سے بھی خطوط و تاروں کا سلسلہ جاری ہے۔ جن میں اکثر لوگ ایسے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔

چوریاں اور حادثات دنیا میں ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ مگر ایسے مواقع پر بعض باتیں ایسی ہو جاتی ہیں کہ انسان کا غم کسی قدر رحجانات تشکر میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اپنوں اور عزیزوں کی ہمدردیاں میسر آ جاتی ہیں انسان اپنے قلب پر چھائے ہوئے غم کے بادلوں کو چھٹتا ہوا محسوس کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جس وقت یہ حادثہ پیش آیا اُس کے تھوڑی دیر بعد داؤد احمد صاحب اپنے بنگلہ کے ساتھ کے بنگلہ میں جو مسٹر دی۔ پی کرشنا چیف انجینئر اعظم جاہی ملز کا ہے۔ وہاں گئے اُن کو اطلاع دی مسز کرشنا اُسی وقت آ گئیں اور بیگم داؤد کو اپنی گود میں لے کر بیٹھ گئیں۔ اُس کے بعد وہ ہسپتال میں بھی برابر موجود رہیں اور پھر میت دفن کے لئے لیجانے کے بعد رات کے دس بجے تک داؤد صاحب کے گھر میں موجود رہیں یہاں تک کہ داؤد احمد صاحب نے خود کہا کہ "مسز کرشنا آپ اب آرام کریں" اور بمشکل اُنکو روانہ کیا۔ یہ لوگ برہمن ہیں اور وہ بھی مدراس کے مگر ہمدردی اور انسانیت کے جذبہ سے مغلوب ہو کر وہ اپنی مذہبی پابندیوں کو نظر انداز کر چکی تھیں اور اسی طرح مسٹر کرشنا نے خود مرحومہ کے لئے بکس تیار کروایا قبر کا پورا انتظام کیا۔ اور جب تک میت دفن نہ ہو گئی آرام نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس ہمدردی کا اجرِ عظیم دے۔

چونکہ یہاں پر احمدی کوئی نہیں لہذا غیر احمدی احباب نے بڑی ہمدردی سے جنازہ پڑھا دیا گیا اور پھر گھر پر آ کر بھی لمبی دعا کی۔ ڈی۔ ایس پی صاحب شری دیویندر راؤ کو واردات کے چند منٹ بعد ہی ٹیلیفون پر اطلاع دیدی گئی تھی جو فوراً ہی داؤد صاحب کے مکان پر تشریف لے آئے۔ اور مجرموں کی تلاش میں اُسی وقت نکل پڑے اور کچھ سامان بھی اِدھر اُدھر پڑا ہوا حاصل کر لیا۔ پھر اپنے ہیڈ آفس میں پہنچ کر پورے تلنگانہ کے پولیس اسٹیشنوں کو وائرلیس سے اطلاع دی کہ اپنے اپنے علاقہ میں سخت نگرانی کریں۔ اور پورے علاقہ کی پولیس کو سرگرمی سے مصروف کر دیا ہے۔ اور ایک منٹ کے لئے نہ خود آرام کرتے ہیں نہ اپنے پورے عملہ کو چین لینے دیتے ہیں۔ دوسرے شہروں کی پولیس کو بھی مصروف اور چوکس کر دیا ہے۔ دن میں ایک دو مرتبہ داؤد احمد صاحب کے بنگلہ پر تشریف لاتے ہیں۔ باہر سے تجربہ کار افسروں کو مشورہ کے لئے بلا لیتے ہیں۔ جہاں تک مالی نقصان کا تعلق ہے وہ تو بہت معمولی ہے لیکن بیگم داؤد کی زندگی لینے کا جرم بے شک سنگین ہے اور اسی وجہ سے محترم ڈی۔ ایس۔ پی صاحب تفتیش میں فی الواقع بے چین ہیں۔ جس ہمدردی کا اظہار آپ نے عملی طور پر فرمایا ہے وہ قابلِ تشکر ہے۔ اور جہاں تک اُن کی اپنی ڈیوٹی کی انجام دہی کا تعلق ہے۔ وہ قابلِ تعریف ہے۔ صحیح معنوں میں اگر میں اُن کی ہمدردیوں اور توجہ کے بارے میں مضمون کو پھیلانا چاہوں تو وہ بہت طویل ہو گا۔

میں برادرم داؤد احمد کی طرف سے اپنی طرف سے اور پورے خاندانِ عرفانی کی طرف سے انکا دل کی عمیق ترین گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ملک کو ایسے ہی حکام کی ضرورت ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے پورے ہندوستان کے پولیس افسر اور حکام اپنی ذمہ داریوں کا احساس شری دیویندر راؤ ڈی۔ ایس۔ پی ورنگل کی طرح اگر کریں تو یقیناً پورا ہندوستان جرائم پیشہ لوگوں کے ظلم و ستم سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اسکے بعد میں پورے ورنگل اور ہنمکنڈہ اور گرد و نواح کے باشندوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن میں اکثر داؤد احمد صاحب سے واقف ہیں اور کچھ قطعی ناواقف بھی۔ ان میں پورے شہر اور گرد و نواح کے لوگ ہر مذہب و ملت کے شامل ہیں۔ جنہوں نے اپنی قلبی ہمدردیاں ہم پر نچھاور کی ہیں۔ ہم سب اُن کے بے حد شکر گزار ہیں اور جس شہر یا گاؤں کے لوگوں میں یہ پُر خلوص جذبات انسانیت اور ہمدردی موجود ہوں وہ مقام انسان کے لئے بہت ہی بہترین پُر سکون مقام ہوتا ہے اور انسان اپنے آپکے ایسی برادری کا رکن سمجھتا ہے جو اُس کے لئے اپنی ہمدردیاں نچھاور کرتی ہو۔ لہذا میں اس موقعہ پر پورے ورنگل اور ہنمکنڈہ کے باشندوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی محبت ہمدردی اور انسانیت کا اظہار بہترین رنگ میں کیا۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر دے۔

آخر میں میں تمام بزرگان جماعت اور احباب اکرام سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ مرحومہ بلقیس زہرہ بیگم کیلئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند کرے۔ مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ تھیں بڑی مخیر اور غریب پرور تھیں اور یہی وجہ ہے کہ آج ہر مذہب و ملت کی مستورات روتی ہوئی آتی ہیں۔ مرحومہ کو قرآن کریم سے عشق تھا۔ چنانچہ اپنے کام میں مصروفیات کے وقت بھی بلند آواز سے قرآن پڑھتی رہتی تھیں۔ اور اس طرح سے قریب قریب قرآن مجید کا بہت بڑا حصہ حفظ کر لیا تھا۔ اپنے شوہر اور اولاد کی خدمت اپنے ہاتھوں سے کرتی تھی۔ کسی نوکر کو اس کام کیلئے وہ کوشش بھی نہ کرنے دیتی تھیں مرحومہ کی یادگار دو بچیاں فہیمہ سلطانہ میڈیکل اسٹوڈنٹ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد اور سعیدہ سلطانہ بی اے سٹوڈنٹ فاطمہ نگر کالج قاضی پیٹھ ورنگل اور ایک لڑکا عبیدہ سلطان بخت اسٹوڈنٹ بی۔ اے ورنگل کالج میں۔ مرحومہ نے اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے گھر پر آراستہ اور مزین کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بچیاں نہایت نیک اور پابند صلوٰۃ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ برادرم داؤد احمد عرفانی کا خانگی زندگی تلخی درہم برہم ہو گئی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت و مرضی میں کسی کو دخل نہیں۔

کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

منقولات

کلجگ ورنن

تلسی رامائن کے آدھار پر

(منقول از روزنامہ پرتاپ جالندھر سنسکرتی ایڈیشن مورخہ ۱۲)

درن دھرم نہیں آشرم چاری — شرتی درودھ رت سب نر ناری
دوج شرتی بیچک بھوپ پرجا سن — کو دنہیں مان نگم انوشاسن

کلجگ میں ورن بیوستھا ٹوٹ جائے گی اور لوگ عام طور پر وید مارگ کا ورودھ کریں گے۔ برہمن وید ودیا کو بیچا کریں گے۔ وید کی مریادا کو کوئی نہیں مانے گا۔

منمیا رنبو دمبھو رت جوئی — تاکھی سنت کہیں سب کوئی
سوہی سیان جو پردھن ہاری — جو کر دمبھ سو بڑ آچاری

جو آدمی پاکھنڈ کرے گا اُسے لوگ سنت کہیں گے۔ جو دوسرے کے دھن کو کسی طرح اپنے قبضہ میں کر سکیگا اُسے عقلمند کہا جائیگا اور جو دمبھ (چھل کپٹ) کرے گا۔ لوگ کہیں گے یہ بہت سدا چاری ہے۔

جو کہہ جھوٹ مسخری جانا — کلجگ سوئی گن ونت بکھانا
نراچار جو شرتی پتھ تیاگی — کلجگ سوئی گیانی ویراگی

جو جتنا زیادہ جھوٹ بول سکے گا۔ اور ہنسی مسخری کرنے میں ماہر ہوگا اُسے کلاکار سمجھا جائے گا۔ جو آدمی اپنے آچار اور آگیا کو تیاگ کردے گا۔ کلجگ میں اُسے گیانی اور ویراگی سمجھا جائے گا۔

جاکے نکھ اور جٹا وشالا — سوئی تاپس پرسدھ کلی کالا
ناری وِیوس نر سکل گوسائیں — ناچیں نر مرکٹ کی نائیں

جو آدمی کلجگ میں اپنے ناخن اور بال بڑھائے گا کلجگ میں اُسے ہی پرتپسوی کہا جائے گا۔ سب آدمی استری کے غلام بن جائیں گے۔ جس طرح بندر والا بندر نچاتا ہے استریاں پرشوں کو نچایا کریں گی۔

سب نر کام لوبھ رت کرودھی — دیو ویر شرتی سنت ورودھی
گُن مندر سندر پتی تیاگی — بھجہیں ناری پر پرش ابھاگی

کلجگ کے لوگ لوبھی اور غصہ کرنے والے ہوں گے۔ برہمن دیو اور سنتوں کی مخالفت میں پیش پیش رہیں گے۔ استریاں اپنے گُن وان پتی کو تیاگ کر دوسرے پرشوں میں پریم رکھا کریں گی۔

گرو شش اندھ بدھر کر لیکھا — ایک نہ سنگ ہی ایک نہیں دیکھا
ہرئی شش دھن شوک نہ ہرئی — سو گرو گھور نرک میں پرہی

کلجگ میں گورو اور شاگرد بھی ایسے ہوں گے جیسے ایک (شاگرد) بہرہ اور دوسرا (گورو) اندھا ہو یعنی گورو ودیا سے ہین ہوں گے اور شاگرد ان کی بات سنیں گے ہی نہیں۔

گورو اپنے شاگردوں کے دل کے تاریک گوشوں کو اپنے گیان کی روشنی سے منوّر نہ کریں گے صرف ان سے دھن لیا کریں گے۔

زمانہ کی خرابی کی منہ بولتی تصویر

"آریہ سماج کی توجہ کے لئے" کے عنوان سے اخبار پرتاپ ۸ ؍ ۶۰ میں سوہن لال مہتہ آزاد دھورسالہ کا ایک طویل مضمون شائع ہوا جس میں لکھتے ہیں:۔

"آج ہم ۱۰۰ سال سے پہلے کی نسبت انتہائی اخلاقی گراوٹ اختیار کر چکے ہیں۔۔۔۔ ظاہر ہے ہمارے اندر قومی جذبہ ختم ہو رہا ہے۔ بھائی بھائی کا جھگڑا آپس میں دولت کے لئے ہو رہا ہے۔ لیڈر سے لے کر عام انسان تک بھرشٹا چار کی دلدل میں پھنس چکے ہیں جب ہم خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے اندر اخلاقی گراوٹ زیادہ آگئی ہے۔ قوم نے آج تک ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے کونسا پرتن کیا ہے ایسی حالت میں اگر پاداری لوگ ہماری کمزوریوں کا فائدہ اُٹھا رہے ہیں تو یہ اُن کا کوئی قصور نہیں۔ ہم ہمیشہ دوسری قوموں کے نقائص نکالنے کے عادی ہو چکے ہیں اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نہ ہی کوئی سنستھا اس معاملہ میں پورا حصہ لیتی ہے۔۔۔۔ دیش کی ذمہ دار سنستھاؤں نے اس پہلو پر آل انڈیا حیثیت سے غور کر کے کوئی جامع سکیم مرتب نہیں کی اور یہ نہیں سوچا کہ خواہ اندرونی کی کہاں تک تجربہ پیدا ہوئی ہے اور اُسے کیسے دور کیا جائے کبھی کبھار تقریر و تحریر سے واویلا کرنے سے کچھ نہ بنے گا۔ اصل وجوہات قومی جذبہ پریم کی کمی اور مادی رجحان کی زیادہ ضرورت سے کاریہ کرسوں کا جانستان کی کمی ہے۔ اگر دیش کے اندر قومی جذبہ کو بیدار کر کے مادی رجحان کو کم کر دیا جائے تو ہندوستانی ایک فولادی دیوار بن جائیں "۔

"ہندوستان نے حصولِ آزادی کے بعد اقتصادی اور سائنسی میدانوں میں بھلے ہی ترقی کی ہو۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اخلاقی اور تہذیبی شعبوں میں گراوٹ کی طرف زیادہ بڑھ گئے تو بے جا نہ ہوگا۔ آج ہم جس طرف بھی نگاہ دوڑائیں بدعنوانیاں اور سماجی خرابیاں قوم کا منہ چڑاتے ہوئے نظر آئیں گی۔ اور پھر مصیبت یہ ہے کہ ان خرابیوں کو دور کرنے کی کوشش نہ ہو گا یہ سوچنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتا ان کا ستیاناس"

(۲) اخبار الجمعیۃ دہلی نے اپنی ۲۴ ؍ ۷ ؍ ۷۱ کی اشاعت میں "نوجوانوں کی آوارگی" کے متعلق جو افسوسناک حقائق سے پردہ اُٹھایا اس کی تفصیل معاصر ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:
یو پی کے وزیر اعلیٰ مسٹر جیوروتا نند مڑگیوں کا پیچھا کرنے والے نوجوانوں سے بہت ناراض ہیں۔ آپ کا خیال ہے کہ بھارت یودک سماج ایسے نوجوانوں کا علاج کرے اور حوا کی بیٹیوں کو ان کے جنگل سے چھڑائے۔ آپ نے افسوس کے ساتھ کہا کہ آج لڑکیاں نوجوانوں کے جبر سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں پاتیں۔ مگر دلچسپ یہ کہ نوجوانوں نے خطرناک راہ کیوں اختیار کی؟ اس کے جواب میں وزیر اعلیٰ کا ارشاد ہے کہ جب سے پردہ غائب ہوا ہے اور لڑکیوں کے چہرے بے نقاب ہوئے ہیں اور لڑکے اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم نے رواج پکڑا ہے۔ نوجوانوں کو موقع مل گیا ہے کہ جوان لڑکیوں کو تاکیں اور ان کے چہروں پر نظر جمائیں۔ گویا نوجوانوں کو آزادی کیا ملی کہ وہ نشہ میں مخمور ہو کر رہ گئے ان حالات میں کوئی تعجب نہیں کہ نوجوان سچائی کے سیدھے اور تنگ راستوں سے کتراتے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ نوجوانوں کی تنظیمیں بھی اس مرض پر قابو پانے میں قاصر رہی ہیں "۔

وزیر اعلیٰ یو پی کو بے پردگی اور مخلوط تعلیم کی شکایت ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جنسی آوارگی کا سب سے بڑا سبب بے پردگی ہے اور رہی سہی کسر مخلوط تعلیم نے پوری کر دی ہے مگر موصوف کو معلوم ہے کہ آج کی کلچرل دنیا میں بے پردگی اور مخلوط تعلیم ہی تو تہذیب و ترقی کی نمود ہیں۔ اگر ان ہی کی مخالفت کی گئی تو کلچرل پروگراموں کا مصرف کیا رہ جائے گا! نوجوانوں سے شکایت ہے کہ وہ نوجوان لڑکیوں کا پیچھا کرتے ہیں۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس گناہ میں نوجوان لڑکیاں بھی برابر شریک ہیں۔ یہ لڑکیاں جب بناؤ سنگھار کر کے اور رنگ برنگ کے لباس پہن کر بازاروں، پارکوں، جلسوں اور محفلوں اور میلوں ٹھیلوں میں نکلیں گی تو نوجوانوں کو نظر بازی اور تعاقب سے کون روک سکے گا۔ ناچ گانے عیب نہیں رہے بلکہ ہنر بن گئے سینماؤں میں جنسی ہیجانات کے اسباب فراہم کئے جاتے ہیں۔ مخلوط تعلیم پر فخر کیا جاتا ہے۔ بے پردگی کو ترقی اور تہذیب کی نشانی قرار دے دیا گیا ہے۔ اس پر بھارت یودک سماج سے امید کی جاتی ہے کہ وہ نوجوانوں کو آوارگی سے روکے۔ اس کی بیٹیوں کی عزت بچائے۔ کسی کو دریا میں پھینک دو اور پھر کہو دامن تر مکن ہوشیار باش۔ اسے مذاق نہیں تو کیا سمجھا جائے گا؟"

(۳) اسی قسم کا نوٹ معاصر پرتاپ جالندھر نے مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۷۱ء میں "ہماری نئی پود کدھر کو ۔۔۔۔؟" کے عنوان سے حسب ذیل الفاظ میں لکھا:۔

"اب بچے گورو کلوں میں اپنے آچاریہ کے نیترتو (دیکھ ریکھ) میں نہیں رہتے۔ اُن دنوں ان کے پالن پوشن کی ذمہ داری راشٹریا اسٹیٹ پر ہوا کرتی تھی۔ اب ماتا پتا پہلے ان دنوں اُنہیں تعلیم دینے کی ذمہ داری بھی راشٹر پر تھی۔ اب راشٹر اور ماتا پتا دونوں پر ہے۔ اب نئے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے ہوئے بھی آزاد ہیں۔ ان کی سرگرمیوں پر کوئی پابندی نہیں۔ اور اگر کوئی پابندی لگائی جائے۔ تو وہ اسے بُرا مانتے ہیں۔ بلکہ اسے توڑ دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ کی بات ہے۔ بنارس کے ایک کالج میں لڑکیوں کا داخلہ بند کر دیا گیا۔ اس پر خود لڑکیوں نے پروٹسٹ کیا۔ کہ تم لوگ ہماری آزادی پر پابندی لگانے والے کون ہوتے ہو۔ بلکہ ایک لڑکی تو ہائیکورٹ تک جا پہنچی۔ لڑکیاں اور لڑکوں کے ساتھ کالجوں میں تعلیم حاصل کریں تو مجلسی خرابیاں پیدا ہوں۔ اور اس پر پابندی لگائی جائے۔ تو پروٹسٹ ہو۔ ایسی حالت میں وہ لوگ کیا کریں جن کے کندھوں پر راشٹر کی رکھشا کی ذمہ داری ہے۔

دورِ غلامی میں کانگرس کالجوں کے طلباء سے ودیشی سرکار کے خلاف آندولن میں امداد لیتی رہی ہے۔ خیال یہ تھا کہ آزادی حاصل کرنے کے بعد طلباء کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہوگا۔ اور وہ پولیٹیکل سرگرمیوں سے باز رہیں گے۔ لیکن بخلاف اس کے طلباء کھل کھیلتے ہیں۔ اور اُنہوں نے ایک طرح سے اپنی متوازی حکومت قائم کر لی ہے۔ اب وہ کوئی شاسن نہیں مانتے خود شاسن کا حکم دیتے ہیں۔ اور اگر شاسن کی طرف سے ان کے کسی حکم کی تعمیل نہ ہو تو وہ قانون ہاتھ میں لے کر بھی اپنے حکم کی تعمیل کرانا چاہتے ہیں۔ لیکچروں اور پروفیسروں کا اپمان تو معمولی بات ہے ایسی مثالیں بھی ہیں جبکہ پرنسپل اور پروفیسر ودیارتھیوں کے ہاتھوں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ پرنسپل بلکہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو کمرہ میں بند کر دیا گیا۔ اور کہہ دیا گیا۔ کہ جب تک آپ ہماری بات نہ مانیں گے۔ ہم آپ کے کمرہ کا تالا نہ کھولیں گے۔ ایسی مثالیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں۔ جن میں پرنسپل اور پروفیسر پولیس کی حفاظت میں اپنے گھروں کو جا سکے ہیں۔ کالجوں میں ہڑتال ایک عام مشغلہ ہے۔ ہڑتال کی وجہ سے یونیورسٹیاں بھی بند ہو چکی ہیں ہندو یونیورسٹی بنارس کے حالات کی جانچ کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی نے رپورٹ کی کہ یونیورسٹی کے ہوسٹل بدمعاشی کے اڈے بن چکے ہیں۔ وہاں رات کو بازاری عورتیں آتی ہیں۔ اور جب یونیورسٹی کے ادھیکاریوں نے اس پر کارروائی کی۔ تو پروٹسٹ نے ہڑتال کی شکل اختیار کر لی۔ پھر یہ ہڑتالیں پُرامن نہیں رہتیں کہیں کہیں پرنسپل اور پروفیسروں کی کوٹھیوں پر مظاہرے ہوئے اور اُن کا سامان توڑ پھوڑ دیا جاتا۔ اور کہیں کہیں کالج کی جائیداد کو نذرِ آتش کیا جاتا۔"

(۴) "قوم کس طرف جا رہی ہے" کے عنوان کے ماتحت مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں اخبار پرتاپ جالندھر نے لکھا:۔

احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی خاص توجہ کیلئے

پیشتر ازیں متعدد بار احباب جماعت کو تحریک درویش فنڈ کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ لیکن وعدہ جات کی فہرست اور وصولی کی رفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کے ایک بہت بڑے حصہ نے اس طرف توجہ ہی نہیں کی۔ اور جن دوستوں نے اس میں حصہ لیا بھی ہے۔ ان میں سے بھی اکثر نے کماحقہٗ اس کی اہمیت کو سمجھ کر بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لیا ہے لہٰذا مخلصین جماعت کی یاد دہانی کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہٗ کے ارشاد گرامی کا ایک حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے تا مخلصین جماعت اس تحریک کی ضرورت اور اہمیت کا صحیح اندازہ کر سکیں۔ اور اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیکر اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوں۔

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہ پا سکا اور صرف قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ [illegible] حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمتِ دین بجا لا رہے ہیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہو۔

حقیقتاً ہم پر یہ درویشوں کا احسان ہے کہ وہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدر دانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں"۔

بہر حال آپ فوری طور پر ہندوستانی احباب میں تحریک کریں کہ وہ اس تحریک میں حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہوں"۔

امید ہے کہ صاحبزادہ صاحب کے ارشاد اور مرکزی ضروریات کے پیش نظر جملہ مخلصین۔ درویش فنڈ کی تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔ فقط والسلام

ناظر بیت المال قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد انسپکٹر بیت المال

مورخہ ۶۱/۹/۷ تا ۶۱/۱۰/۳۱

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدیداران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد فاضل انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق ۶۱/۹/۷ تا ۶۱/۱۰/۳۱ بغرض معائنہ حسابات و وصولی چندہ جات دورہ کریں گے۔ عہدیداران متعلقہ جماعتہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں انسپکٹر صاحب موصوف سے پورا پورا تعاون کریں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
قادیان	—	—	۶-۹-۶۱
انچولی	۸-۹-۶۱	۱	۹-〃-〃
دہلی	۹-〃-〃	۱	۱۱-〃-〃
امروہہ	۱۱-〃-〃	۲	۱۳-〃-〃
سردار نگر	۱۳-〃-〃	۱	[illegible]-〃-〃
بریلی	۱۴-〃-〃	۱	۱۶-〃-〃
شاہجہانپور	۱۶-〃-〃	۲	۱۸-〃-〃
لکھنؤ	۱۸-〃-〃	۲	۲۰-〃-〃
کانپور	۲۰-〃-〃	۳	۲۳-〃-〃
بنارس	۲۳-〃-〃	۱	۲۴-〃-〃
پٹنہ	۲۴-〃-〃	۱	۲۵-〃-〃
مونگھیر	۲۵-〃-〃	۲	۲۷-〃-〃
خانپور ملکی	۲۷-〃-〃	۳	۳۰-〃-〃
بھاگلپور	۳۰-〃-〃	۲	۲-۱۰-۶۱
برہ پورہ	۲-۱۰-〃	۱	۳-〃-〃
کلکتہ	۴-〃-〃	۶	۱۰-〃-〃
میوبھنڈار	۱۱-〃-〃	۱	۱۳-〃-〃
موسےابنی مائینز	۱۲-〃-〃	۳	۱۵-〃-〃
جمشید پور	۱۵-〃-〃	۲	۱۷-〃-〃
رانچی	۱۷-〃-〃	۱	۱۹-〃-〃
بھاگلپور	۱۹-〃-〃	۱	۲۱-〃-〃
برہ پورہ	۲۱-〃-〃	۱	۲۲-〃-〃
خانپور ملکی	۲۲-〃-〃	۲	۲۴-〃-〃
بلاری	۲۴-〃-〃	۱	۲۶-〃-〃
مونگھیر	۲۶-〃-〃	۱	۲۸-〃-〃
چک سکن	۲۸-〃-〃	۱	۲۹-〃-〃
اورین	۲۹-〃-〃	۱	۳۱-〃-〃

چندہ وقف جدید

وقف جدید کے موجودہ مالی سال میں سے آٹھ ماہ گذر چکے ہیں۔ اور صرف چار ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ احباب کو انفرادی یاد دہانی کروائی جا چکی ہے۔ لیکن وصولی چندہ کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے۔ اگر وصولی چندہ کی رفتار یہی رہی تو اخراجات میں سخت دقت پیش آئے گی۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ جاری شدہ کام کو بند کرنا پڑے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ احباب جماعت میں اخلاص تو موجود ہے صرف یاد دہانی کی ضرورت تھی۔ جو دفتر ہذا کی طرف سے انفرادی طور پر تو کرا دی گئی ہے۔ اب بذریعہ اخبار بدر احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ ادائیگی چندہ وقف جدید کے لئے خاص جد و جہد سے کام لیں اور جلد از جلد ادائیگی فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

درخواستہائے دعا (۱) مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ رانچی کی اہلیہ صاحبہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں اختلاج قلب کے ساتھ تبرق میگر عوارض بھی لاحق ہیں جس کی وجہ سے سلسلہ وار احباب سے درخواست دعا ہے ساتھ ہی مولوی صاحب کی اہلیہ صاحبہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کی دعا کریں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان (۲) ہمارے ایک مرکزی دوست ۲۲۔ مکرم قریشی عارف علی صاحب جو لپنے گھرانے میں تنہا احمدی ہیں گذشتہ سال جب لکھنؤ میں سیلاب آیا تو ان کی دکان اور مکان کو بھی سخت نقصان پہنچا تھا جس کی وجہ سے وہ تا حال مالی اور دیگر پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احباب جماعت [illegible]

[illegible]

خبریں

نئی دہلی ۴ ستمبر۔ آج لوک سبھا نے عوامی نمائندگی ایکٹ میں ترمیم کا بل پاس کر دیا۔ اس کے ماتحت فرقہ ذات اور بھاشا کے آدھار پر منافرت پھیلانا اور دشمنی جیسے جرم قرار دیا گیا ہے۔ بل کے پاس ہونے سے پہلے وزیر قانون نے یہ یقین دلایا کہ اگر اپوزیشن پارٹیاں کسی خاص فرقہ یا طبقہ کی جائز شکایات کے اظہار کی حمایت کریں گی تو بل ناجائز استعمال نہیں کیا جائے گا۔ ہر کسی کو اپنے دھرم یا بھاشا کے اوصاف بیان کرنے کی آزادی ہو گی۔ مگر اسے ان باتوں کا تمسخر اڑانے کی اجازت نہ ہو گی۔ ہوا انہوں نے ان خیالات کی حمایت کی جن کی رو سے ایسے امیدواروں کو نااہل قرار دیا جائے گا۔ جو ووٹروں سے نسل، ذات پات، بھاشا کے نام پر ووٹوں کی اپیل کریں گے۔

ماسکو ۴ ستمبر۔ وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف نے اٹلی کے وزیر اعظم کو ایک پیغام بھیجا ہے۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ روس بین الاقوامی کشیدگی کو کم کرنے کے متعلق بات چیت کرنے کے لئے مغربی طاقتوں کی کسی بھی تجویز پر پورے خلوص سے غور کرنے کو تیار ہے۔ برلن اور جرمنی کے مسئلہ پر بھی بات چیت ہو سکتی ہے۔ ایک اور اطلاع ہے کہ وزیر اعظم آسٹریلیا مسٹر مینزیز نے ایک بیان میں کہا کہ روس جنگ نہیں چاہتا روسی لیڈر جانتے ہیں کہ ایٹمی جنگ سے دونوں فریق تباہ ہو جائیں گے۔ صرف دور دراز کے علاقے تباہی سے بچ سکیں گے۔ مرکزی اور وسطی علاقے تو بالکل تباہ ہو جائیں گے۔

ماسکو ۴ ستمبر۔ امریکہ۔ برطانیہ اور فرانس نے روس کو جو مراسلہ جرمنی کے متعلق بھیجا تھا مسٹر خروشچیف نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ مغربی ممالک نے اپنے اس مراسلہ میں لکھا تھا کہ مغربی جرمنی سے مغربی برلن کو جانے کی غرض سے اتحادیوں کو ہوائی راستہ کے جو حقوق حاصل ہیں۔ اگر ان میں کسی کی مداخلت کی گئی تو وہ اسے ایک جارحانہ اقدام تصور کریں گے۔ چنانچہ روس نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ اتحادیوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس ہوائی راستہ سے فوجیں اور اسلحہ مغربی برلن پہنچائیں۔ جبکہ یہ اجازت صرف تجارتی ہوائی اور مسافر ہوائی جہازوں کے آنے جانے کے سلسلہ میں دی گئی تھی۔

پیرس ۴ ستمبر۔ یہاں کے سیاسی حلقوں نے کہا ہے کہ اگرچہ برلن کے معاملہ پر کشیدگی قائم ہے۔ مگر تصادم کا کوئی امکان نہیں۔ دونوں طرف بات چیت کے ذریعے معاملہ طے کرنے کے حق میں دکھلائی دیتے ہیں۔ مگر ابھی اس معاملہ میں پہلا اقدام نہیں کیا گیا۔ یہ خیال بڑھتا جا رہا ہے۔ کہ پردھان منتری شری نہرو جو عنقریب ماسکو جانے والے ہیں روس اور مغربی ملکوں کے مابین بات چیت کرانے میں پہل کریں گے۔ ممکن ہے کہ دونوں فریق غیر جانبدار سیاستدان کی طرف سے اس قسم کے اقدام کی منتظر ہوں۔

جالندھر ۴ ستمبر۔ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد پنجاب کے سکول آج سے پھر کھل گئے ہیں۔

جنیوا ۴ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ جنیوا میں ایٹمی تجربات بند کرنے کے بارے میں روس کے ساتھ ہو رہی بات چیت میں روس کو باقاعدہ یہ تجویز پیش کریں گے کہ تمام ایٹمی تجربات بند کر دیئے جائیں۔ کیونکہ اس سے فضا میں زہریلے اثرات پھیل جائیں گے۔ مغربی طاقتوں کی یہ پیشکش ۹ ستمبر تک برقرار رہے گی ایک امریکی ترجمان نے بتایا کہ صدر کینیڈی کی رائے ہے کہ ایٹمی تجربات سارے یورپ کے لئے زبردست خطرہ ہیں ان تجربات سے سارے یورپ کا ماحول زہریلا ہو جائے گا۔ آپ نے کہا کہ جوں جوں مزید ممالک ایٹمی ہتھیار بنانے کے قابل ہوتے جائیں گے اس معاملہ پر سمجھوتہ کے امکانات تاریک ہوتے جائیں گے۔ کل صدر کینیڈی اور وزیر اعظم برطانیہ مسٹر میکملن کی طرف سے مشترکہ بیان میں روس سے اپیل کی گئی تھی۔ کہ تینوں ممالک ایٹمی تجربات پر پابندی لگانے کا سمجھوتہ کیا جائے۔

امرتسر ۴ ستمبر۔ ماسٹر تارا سنگھ کے مرن برت کا آج اکیسواں روز تھا۔

بلگریڈ ۴ ستمبر۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ پردھان منتری پنڈت جواہر لال نہرو اور بلگریڈ کانفرنس میں شامل ہونے والے ۵ دوسرے لیڈروں میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں بین الاقوامی صورت حالات کی کشیدگی کو کم کرنے کے لئے مختلف عملی اقدامات پر غور و خوض کیا گیا ہے دوسرے پانچ لیڈر صدر کوامے نکرومہ، مارشل ٹیٹو، متحدہ عرب ریپبلک کے نامہ نگار ... وزیر اعظم یو نو اور انڈونیشیا کے

سری کرشن کا اپدیش

(بقیہ صفحہ ۲)

طرح سبھی دنیا کو ایک ہی دین کی طرف دعوت دیتا ہے۔ ہماری مراد اس سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ہے جو خدا تعالے کی طرف سے نوع انسان کو گناہوں کی گندگی زندگی سے نجات دینے کے لئے آئے۔ بلاشبہ آپ کی بعثت سری کرشن کے اپدیش کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۰۴ء میں اپنے دعوے کو تمام اقوام کے سامنے پیش کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہیئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ مجھے بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود ہے۔۔۔

واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت وہ کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار اور رشی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا وہ خدا کی طرف سے فتحمند اور بااقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ ... سو میں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں" (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳ و ۳۴)

خاندان عرفانی کو حادثہ (بقیہ صف ۹)

مرحومہ عقیلہ زہرہ بیگم مرحوم و مغفور بابو عبدالرحیم ... ریٹائرڈ اسسٹنٹ ... ٹینر آباد کی بیٹی تھیں۔ مرحوم بابو صاحب اپنے زہد و تقوی کی وجہ سے اور سلسلہ عالیہ کے مخلص اور دیندار فرد ہونے کے باعث ولیوں کی سی صفات کے حامل تھے انہوں نے بہت ساری مبشر خوابیں مرحومہ کے لئے اپنی زندگی میں دیکھی تھیں جو لفظ بلفظ پوری ہوئی ہیں۔

احباب کرام جماعت احمدیہ درویش صاحبان سے اور بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ سے خصوصیت کے ساتھ ملتجی ہوں کہ مرحومہ کے مدارج کے لئے دعا فرما دیں اور پس ماندگان کے لئے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالے اس کی بچیوں اور بچے اور شوہر کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ نیز چونکہ یہاں احمدی نہ ہونے کے باعث جنازہ غیر احمدی احباب نے پڑھا ہے۔ میں احباب جماعت احمدیہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں نماز جنازہ غائب پڑھ کر ثواب حاصل فرما دیں۔ مرحومہ کو اپنے زہد و تقوے کے باعث شہادت کی موت کا درجہ حاصل ہوا۔ حضرت والد صاحب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی اسدی نے مرحومہ کے دینداری کے ذوق اور قرآن کریم سے عشق و محبت کو دیکھتے ہوئے اس کو حضرت خلیفہ اول رضہ کا وہ خاص قرآن شریف جو ان کی زندگی میں ان کے ساتھ رہا جس پر ان کے ہاتھ سے نوٹ لکھے ہوئے ہیں جب سے کہ وہ درس دیا کرتے تھے مرحومہ کو ہدیۃً دیا تھا اور تاکید کی تھی کہ اس کی حفاظت کرنا۔

الراقم یوسف علی عرفانی الاسدی

انتقال پر ملال ہمارے پھوپھا حضرت منشی ... محمد صاحب سابق ہیڈ کلرک صدر انجمن احمدیہ قادیان جنہیں سیدنا حضرت مسیح موعود کی صحابیت کا بھی شرف حاصل تھا مورخہ ۲۳ ... ۶۱ء کو کوئٹہ میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکا جنازہ کوئٹہ سے ربوہ لے جایا گیا۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اہالیان ربوہ کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ احباب کرام حضرت پھوپھا صاحب کی بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل ... کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالے مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ہم سب کو آپکے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق دے آمین۔ خاکسار فضل الٰہی خان درویش قادیان